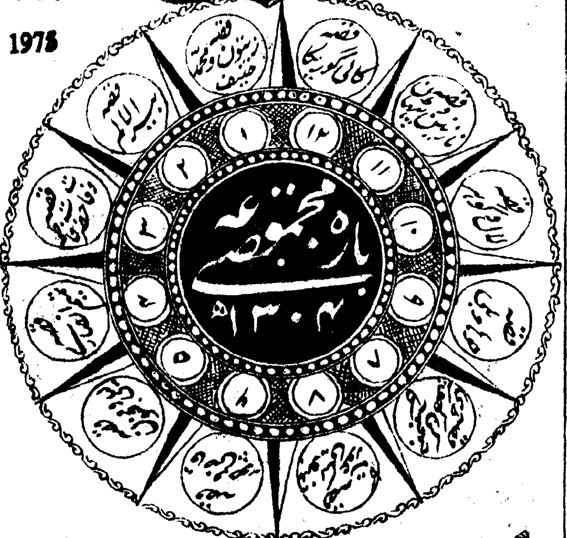
الحمد لله رب العلمین والعاقبۃ للمتقین اما بعد

کہ ان دنوں یہ قصہ رنگین خوش آئین بترتیب خوش اسلوب ہر دل مرغوب المسمّی بہ





باہتمام امیدوار رحمت باری ملا علی بھائی شرف علی کے

مطبع ناکرای محمدی بسنک بمبئے مین طبع ہوئی

قصہ زیتون و محمد حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دو عالم کا کرتا رتو
کیا اپنی قدرت سے خلقت ظہور
جو انسان و جنات و حیوان تمام
تو واحد احد اور رزن کار ہی
ثنا حمد تیری ہی بے انتہا
جو ہیں دوست تیرے محمد نبی
سبھو میں بزرگی تو اونکو دیا
شفیع الامم ہیں محمد رسول
نبیونکے سر تاج سالار دین
محمد ہیں بیشک شہ اصفیا
اگر تو نہوتا ای میرے نبی
حبیب تجکو میں نے ز روز ازل

دونون جگ کا پیدا اکر نہار تو
زمین آسمان اور ملائک و حور
کرین یاد تجکو خدایا مدام
نکو کی دوسرا تجھہ مدوکار ہی
کرون اب میں نعت نبی مصطفےٰ
کیا جسکے کارن یہ خلقت سبھی
ہی ختم نبوت تو اون پر کیا
کیا حقنے لولاک جن پر نزول
محمد نبی ہیں کرو تم یقین
اوسیکو خدانے یہ رتبہ دیا
تو پیدا نہ کرتا میں افلاک بھی
کیا ہی دیا ہی ہمہ جزو کل

ہین کی کو مقدور ہی جو خدا
کیا ہی صفت اور اونکی ثنا
خدا جسکی تعریف کرتا ہی جو
تو اب تکو طاقت کہان ہی کہو
ہزارون درود ہیں ہزارون سلام
محمد علیہ السلام
ازان بعد اونکی اولاد و اصحاب پر
خصوصاً ابو بکر صدیق پر
ازان اونکے عادل عمر کے اوپر
ازان پس الٰہی تو عثمان پر
ازان بعد حضرت علی کے اوپر
ازان پھر تو حسنین پر کر نزول
زبان سندھ و ہیں کر و ہیں بیان
بموجب قصہ کے سو دوسرے کان
در عہد خلافت عمر بن خطاب
محمد حنیف بن علی بو تراب

پرندہ نہ پر مارے مجھ ہانک سے / اگر شیر ہو بھاگے مجھ دھانک سے

مگر زندگی سے ہوئے اپنی سیر / کہ پھرتے ہو بہرے جنگل میں دلیر

محمد حنیف نے کیا تب سوال / کہ ای شوخ رعنا تجھے کیا مجال

کہ مردونکا تو پہن کرکے لباس / مقابل ہوئی ہمسے تو بے ہراس

کہی کیوں تو جانا کہ عورت ہو نمیں / مجھے کس روش سے پہچانے تمھیں

امیر نے کہا تب تو سن نازنین / کیا ایڑ گھوڑے کو جس وقت مین

کہ سینہ تیرا کھل کھلایا شتاب / دونو پانو کانپے بھی اندر رکاب

کہی گر ہوں عورت مگر ہوں بلا / بہت شیر مردونکے کاٹی گلا

بہت بادشاہونکو ماری ہو نمیں / کہی پہلوانان پچھاری ہو نمیں

شتابی تمھیں نام اپنا بتاؤ / کہ بے نام مجھ ہاتھ مارے نجاؤ

بیٹی شہ ارم کی ہوں زیتون نام / کہ ہی شرذہ لک فوج ہمرہ مدام

نہ رکھ ولین ارمان امیر کو کہی / تو کر زور اپنا میرے سبھی

امیر نے کہا سنکے ای دلربا / محمد حنیف بن علی مرتضی

حسب اور نسب میں تو من کا ہوش / ولے زور سازی میں چالاک ہوں

ولے ہم او پر جبتلک کسکا وار / ہووے تب تلک نہیں کریں اوسپہ وار

یہ سنکے زیتون نے نیزہ پھرا / مارا آکے بھالا کمر میں لگا

وہ لگتے ہی نیزکے بیہوش ہو / زمین پر گرے خود فراموش ہو

یہ سنکر کے زیتون غصہ مین آئے
کہی باپ سے پوچھ سوگند کھائے

بھی چالیس باندی سے ہوکر تیار
مدینہ کیجانب کو ہو کر سوار

علی مرتضی کا ہی مشہور نام
بہت اونکے ہوونگے رستم سے کام

فتح کرکے آون تو زیتون نام
وگرنہین تو آون نہ پھر اسمقام

یہ کہکر کے داخل ہوئی در سرا
کہا بادشہ کو وزیرون نے آ

کہ ای شہ عرب کے سپاہی ہین جو
شجاعت مینے مرد ہینگے محبوب

بھی چارونکو کر چار گھوڑے سوار
سلاح اور سنجوک سب کر تیار

لڑاو اسی ساعت سب فوج کون
تماشا دیکھو انکا لیے سوچ سون

آئی شہ کی خاطر مین تب اونکی بات
دلا چار گھوڑے اور ہتھیار ہات

کے مصلحت ملکے چارون جنے
گھوڑے اور ہتھیاران ہمارے کنے

اسیوقت حق نے ہمین ہی دیا
ہی لازم کرین کافرون کی غذا

اگر مارین اونکو تو غازی کہلائین
مرین گر تو درجہ شہادتکا پائین

ہوے چارون اسوار گھوڑون اوپر
کیا حملہ کفار کی فوج پر

جدہر قوم جاہل پہ حملہ کرین
گریزان ہو کفار گر گر پڑین

جیسا شیر بکریون مین جا کر پڑے
اسیطرح یہ چار یاران لڑے

شجاعت کتین دیکھ شاہ ارم
پکڑنے کو امنگے کیا تب حکم

ولیکن نہ آئے کسیکے یہ ہات
پکڑنا اونھون کو ہوا مشکلات

وہ یارونکو تیرے پکڑ پھندسے | بھی ہتھیار چارونکے لے پھندسے
خجل ہوکے تب ولین حضرت امیر | مدینہ کے جانب چلے دہر کے دہیر
لئے گھر مین دلگیر ہوکر امام | گئی اونکے منہہ پر کی رونق تمام
جو بی بی حنیفہ اتھی اون کی مان | تو مقبول کو دیکھہ بولی ندھان
کہ دلگیر کیون ہی تو میرے پسر | حقیقت تو مجکو سنا سر بسر
کیا عرض مقبول خاتون سے | جو گذری تھی شہ پہ وہ زیتون سے
یہ سنکر کے بی بی نے غصہ کیا | وہین اپنے فرزند کو طعنہ دیا
کہ تیرا پدر ہی علی شہ جوان | مین بی بی حنیفہ ہون تیری امان
ہین کشتی کری شاہِ مردانکے ساتھ | لڑی سات دن اور مین سات رات
ایسے باپ مان کا تو ہوکر پسر | گر اضرب عورت سے ہو بہمبر
ہمین ایسے فرزند سے آتا ہی عار | کہ ہاتھونسے عورتکے ہو خوار زار
یہ طعنہ کیا مان نے اونکے اوپر | امیر کے جگر پر ہوا کارگر
یہ کہکر کے مان نے کیا اونکے خواب | محمد حنیف یون اوٹھے تب شتاب
کیا زین گھوڑے پہ ہوکر سوار | پہنے سلح و سنجوک ہوکر تیار
چلے ساتھ مقبول کو لیکے تب | قسم کیا کیا عہد ولین یون تب
کہ زیتون چالیس اوسکی کنیز | مین لاؤن پکڑ قید مین اسکو نیز
وہ شاہِ ارم کو بھی لشکر کے ساتھ | فتح کر مسلمان کرون اپنے ہاتھ

وہ زیتون گھوڑا اوٹھائی ندھان | کہی کون ایا ہی تو ای جوان

میرے ڈر سے جاوے سو رستم نکل | تو یہان کون آتا ہی میرے پہ چل

اگر مردمی کا ہی تجھہ مین اثر | تو کروار اول ہی میرے اوپر

کہا اسکو بی بی نے سنکر بحال | کہ ای بے مروت تجھے کیا مجال

کہ مردونکے ہتھیار باندہے کمر | مقابل ہو مردونکے تو آن کر

تجھے ہی یہ لازم کہ چرخہ پکڑ | کاٹے سوت گھر مین رہے بیٹھکر

کہی کس وضع سے پچھانی مجھے | کہ عورت ہون جانی یہ کیونکر مجھے

کہی جبکہ آئی تھی گھوڑا اچلا | رکاب کھائی جنبش و سینہ ہلا

تبھی مین نے جانا کہ عورت ہی تو | عبث مجسے کرتی ہی تو گفتگو

تو زیتون بولی اگرچہ ہون زن | ولے مین ہون مردونکی گردن شکن

یہ کہکرکے شمشیر کو کھینچکر | لگائی وہ بی بی کے سر کے اوپر

بی بی نے سپر پہ لیا اوسکا وار | سپر کاٹکر ہو گیا ہیگا پار

زخم چار اونگل کا سر مین لگا | لہو تب زخم مین سے بہنے لگا

چکر کھاکے بی بی ہوئی کسلمند | تبھی اونپہ زیتون ڈالی کمند

تو لاچار ہوکر کہی ذوالجلال | الٰہی میری لاج رکھہ تو اتال

امیر جاتے جاتے کئے تب بچار | لگا کرنے افسوس ہو بیقرار

مبادا امیری مان میرے واسطے | وہ نکلے اکیلی میرے واسطے

زبردست

زبردست عورت بڑی ہی حریف
فتح دے اوسے رکھہ تو میری شرم
فتح دی خدا نے یہ سنکر دعا
اول تیر بازیسے دونون کٹے
امیر کا نہ وار اوسپہ کرتا اثر
امیر نے کہا تب یہ زیتون کو
تو کر زور گھوڑیسے مجکو اوٹھا
زیتون تب کمر مین بزور ہاتھہ ڈال
امیر نے کیا چست تب زین کون
بزان ہاتھہ اوسکے کمر مین دیا
وہین زین سے سر کے اوپر اوٹھا
پکاری ہی بی بی نے تب زود تر
اگر یہ زمین پر گرے گی کبھی
یہ سنکر کے جھیلے امیر نے اوپر
وہ زیتون بولی ایصاحب تمیز
مین نے دلین اپنے عہد یون کیا
امیر نے کہا تو مسلمان ہو

کہ بیٹا تیرے شیر کا ہی حنیف
وگرنہ تو جاتا ہی سارا بھرم
کیا حق نے تب اون کی حاجت روا
بزان کھینچ تلوار ہتہہ مین لئے
نہو وار زیتون کا کارگر
پکڑ ہاتھہ میرا کمر بند تو
بزانین اوٹھاؤن یہ شرط ہی کیا
کیا زور چہرہ ہوا اوسکا لال
سنبھالے اپس کو ہی حال سون
پکڑ کر کمر ایک نعرہ کیا
پھینکا تب وہ زیتون کو ڈر ہوا
ای فرزند تو اسکو جلدی پکڑ
تو مین دودہ تجکو نہ بخشونگی
اوتارے اوسے تب زمین کے اوپر
دل و جانسے ہونین تمہاری کنیز
جو مجکو پچھاڑے وہ خاوند میرا
شرک اور کفر سے تو بیزار ہو

قصہ زیتون و محمد حنیف

لگایا

لگایا وہ کافر نے تب سر پہ وار
زخم پر زخم سے ہوئی بیقرار

کہی یا الٰہی تو رکھ لے شرم
کہ ہوئیں تیرے شیر کی میں حرم

اوٹھا وہانسے دہند کا رگرد و غبار
کہ ملنے لگا آنکھ وہ شہریار

فرشتہ فرس کی پکڑ کر رکاب
پہنچایا وہ بی بی کو گھر میں شتاب

ہوا ہر طرف جب وہ گرد و غبار
لگا دیکھنے ہر طرف شہریار

ہوئی بی بی غائب سو گھوڑے سنگات
ہوا خوش کہ زیتون لگی میرے ہات

وہیں اوسکا لشکر تھا آیا تمام
کہ مجمع کیا آکے سب خاص و عام

لگا کہنے زیتون کو شاہ جہول
کہ ای نازنین اب مجھے کر قبول

کہی اوسکو زیتون کہ ای خبث ذات
کروں کیا بندے ہیں میرے دونوں ہات

وگرنہ تو میں دیتی تجکو سزا
تو یہ بات کہنے کا پاتا مزا

وزیر یوں لگے بولنے کہ ای شہریار
کہ آئی تیرے دام میں ہی یہ نار

یہ ناچار ہو کر کرے گی قبول
تو کرتا ہی کیوں اپنے دل کو ملول

گیا آکے اک باغ میں تب مقام
گہہ واسکے اوترا وہ لشکر تمام

وو زیتون اور اوسکی چالیس کنیز
رکھا باغ میں شہ نے لا باتمیز

کیا آکے مالن نے شہ کو سلام
کہا شہ نے ای زال کر ایک کام

بوڑہی ہی تو جانے سبھی مکر و فند
یہ عورت جو لایا ہوں میں کر کے بند

توکہ میرے خاطر اوسے جا پسند
کسی کہسے کر تو اپنے خورسند

یکایک
نمبر ۱

یکایک ہوا آکے اونکا ظہور — زمین سے سما تک ہوا شعلہ نور
غرض کی بوڑھی نے کہ ای دستگیر — کہ دیکھے سے تیرے ہوئی دلکو دھیر
وہ فرمائی ہو تمہین محمدؐ رسول — اگر دین میرا کرے تو قبول
تو دوزخ مین تجکو نڈالین کبھی — جو کلمہ کہے اپنے دل سے ابھی
وگرنہ تو جلکر تو ہوگی کباب — کرینگے فرشتے تیرے پہ عذاب
جو دیکھی جمال محمدؐ بخواب — فرشتون سے ہونے لگا کم عذاب
تصدق سے کلمہ پڑھی پیرزال — قبولی محمدؐ کے دین کو فی الحال
کہا تب نبی نے بوڑھی کو تدہان — کہ میری ہو بند مین ہی یہان
اول اوسکو جا بول میرا اسلام — بزان بول فرزند سے نیکنام
تو خاطر جمع رکھ اور دلکو قرار — تیرے کو چھڑاوے گا پروردگار
بوڑھی تو کسیطور سے دے چھڑا — تو اسکی جزا تجکو دے گا خدا
یکایک بوڑھیکی گئی کھل جو آنکھ — لگی ہر طرف دیکھنے جھانک جھانک
جو دیکھی تو کچھ خواب کا نین اثر — ولیکن معطر ہوا اوسکا گھر
جب آیا یقین اس بوڑھیکے تئین — چلی آئی زیتون کنے تب وہین
پہچانی کہ میرا سچا ہے یہ خواب — وہ زیتون کی خدمت مین آئی شتاب
اوسے دیکھ زیتون ہوئی بیقرار — کہ گئنی یہ بیگی جو آتی ہے نار
آتے ہین وہ مالن نے کینا سلام — محمدؐ کی زبان سے کہی وہ سلام

وزیرون نے دانتون مین انگلی پکڑ
دو ہاتھونکو پٹکے ستین باندھکر

آگے آکے زیتونکی مان کے امان
کہی اونکو جلدسے لاؤ ایمان

وزیرون نے کلمہ پڑھا صدق لا
بزان اونکو زیتون نے یون کہا

کہ زنار توڑو گھرون بیچ جا
بتان توڑ ڈالو کفر دے چھڑا

بنا مسجدین تم گذارو نماز
عبادت کرو مل وضو اپنا ساز

وہ ساتون وزیرون نے پیشکش
دھرے آگے زیتونکے ہوکے خوش

کیا معاف پس اونکو رخصت دیئی
بزان اوسنے دلمین فکر یون کیئی

کہ جاؤن اگر مین مدینہ منے
نہ جانون امیر کے اوپر کیا بنے

بھلا ہی کہ مین بھی امیر پاس جاؤن
پڑے کار اسوقت مین کام آؤن

یہ کر دمین تجویز ہو گئی تب وان
جو باقی یہان سے رہی داستان

امیر کی ای یاران سنو یہانسے بات
زیتون پاکدامن کے جب باندھے ہات

مدینہ طرف مان کو راہی کئے
چلے راہ ملک ارم کے لئے

چلے جاتے پہنچے کسی جاگے پر
اتھا باغ یک اوس مکان کے اوپر

گلستان تھا مثل فردوس کے
لگے اوسمین میوے تھے ہر ذات کے

چنڈول شاہ کا باغ تھا گل بہا
رکھی تھی وہان فوج بارہ ہزار

امیر نے اسی باغ مین جائے کر
لگے توڑ کر کھانے سیب و ثمر

کھلائے لشکے میوے بہت پیٹ بھر
رہے سو اوسی باغ مین بیخطر

مقابل ہوا اسکے گیا سامنے
کہا پہلوان جو کوئی تجھہ کنے

مقابل میرے ہووے وہ آنکر
دیکھوں زور اوسکا مین اسکا ہنر

آیا اون اسکے سے یک پہلوان
امیر پر کیا اوسنے حملہ تدہان

امیر نے سپر پر لیا اوسکا وار
اسیکے دو ٹکڑے کیا اسکو مار

جو آتا تھا چلکر کوئی پہلوان
تو ہرگز نہ پھرتا تھا جیتا وہان

چنڈول شہ نے دیکھا یہ لشکر میرا
وہ آکر امیر سے مقابل ہوا

کیا ضرب آکر امیر کے اوپر
ضرب ٹال اوسکی پکڑ کر کمر

اوٹھایا اوسے زین گھوڑے سے تب
امیر نے کہا یون وہ بیدین سے تب

کہ دین محمدؐ کو جلدی قبول
ولے نہ تو ہوتا ہے در خاک ہول

پڑہا اوسنے کلمہ کو توڑا زنار
بصدق سے چنڈول شاہ ہوا دیندار

پوچھا نام کیا ہی تمہارا بتاؤ
ارادہ کدھر ہی سو مجکو سناؤ

محمد حنیف نام اپنا کہے
میرا قصد شاہ ارم پہ جو ہی

چنڈول شاہ بولا کہ مین بھی چلون
کرون جانفشانی و مارون عدون

امیر نے کہا مین نے کہائی قسم
اکیلا کرون فتح شاہ ارم

چنڈول شہ سے رخصت ہوئے محترم
چلے پھر وہین ملک شاہ ارم

انگین تھا وہ مقبول پیچھے امام
چلے جاتے رستہ مے جلدی تمام

سو اوس روز آتے ہی فتر پہ پری
امیر کو پکار اور خبر یون کری

دئے ساتھ مقبول کے بول کر
کہا اسکو مقبول نے دستگیر
غضب کھائی گھوڑیپہ اسوار ہو
غضب سے وہ گھوڑا اوٹھائی ہوئے
امیر نے بھی نیزہ اوسیکا پکڑ
گھوڑے پر سے اسکو اٹھا کر لئے
اوسے تب سو مقبول نے باندہکر
گئے شہر مین جہان تھا اونکا گل
امیر کے اوپر سب کئے جانفشان
ہمارا وہ تھا شاہ انکا پدر
دونو بھائی آپہی رہین راجکر
ظلم کرنے لاگین ہین ہونے ہراس
رعیت سو بھاگی ہوئے گھر اوجاڑ
امیر نے پوچھا کہا وہ عمران بتاؤ
عرض یون کئے وہ ہین کوئے بھتر
دو روٹی اور اک کوزہ پانی مدام
امیر سنکے آئے اوسی چاہ پر

دونو ہاتھ مضبوط اسکے جکڑ
بڑی ہین نے دیکھ اسکو اسیر
وہین آ امیر کے ہوئی روبرو
امیر پہ سو نیزہ چلائی ہوئے
کمر بند مین اوسکے ہاتھ ڈالکر
بھی مقبول کے وہ حوالہ کئے
چلے آگے دونونکے تئین وے پکڑ
آئی سب رعیت بھی باہر نکل
عرض کی امیر سے کہ ای مہربان
کیا اوسنے دار الفنا سے گذر
بھائی اپنے عمران کو اخراجکر
کرین اسطرح کا ستم بیقیاس
بڑی سخت بہنا دونون نابکار
کہان قید ہین وے اونھین مجھ دکھا
وہ عمران کو راکھا انھین قید کر
ملے اسکے تئین ای اشہ نیکنام
پکارے کہ عمران کیا ہی خبر

اگر

اگر وے مریں تو مٹے سب خلل — میری پادشاہی کا ہووے دخل

محمدؐ حنیف نے کہا زود تر — چلو ہوکے تیار انکے اوپر

سو عمران کر فوج جمع قلیل — امیر کو لئے ساتھ ہادی سبیل

چلے کوچ در کوچ اونکے اوپر — وہ ساتوں وزیر ونکو پہنچی خبر

کہ محمدؐ حنیف کو لے عمران ساتھ — وہ لڑنیکو آیا ہمارے سنگات

وے ساتوں بھی آکر ملے ایکٹھار — جمع کر کے فوجاں ہوئے سب تیار

پہنچا شاہ عمران کا لشکر وہاں — طبل جنگ کا حکم کیتا تدہان

اودہر سے وہ لشکر بھی تیار رہو — ہوا شاہ عمران کے روبرو

لگے جنگ ہونے سو غمشان کے — لگی فوج ہٹنے سو عمران کی

محمدؐ حنیف نے لے تلوار کو — لگے مارنے فوج کفار کو

کئی مار ڈالے رہے کافران — لگا بھاگنے انکا لشکر تدہان

وہ ساتوں وزیراں نے عمران سے — ملے شاہ ہمکو بچالے کہے

سو عمران ساتوں نکو ہمراہ لے — ڈالا لا کے قدموں اوپر شاہ کے

امیر نے کہا اونکو کلمہ پڑہو — وگرنہ تو جینے سے تم ہاتھ دہو

سو ایمان لا کر وے کلمہ کہے — وے ہو دست بستہ سو آکر کھڑے

امیر نے کہا تم اطاعت کرو — سو عمر انکی خدمت کو دلپر دہرو

وزارت تمہاری کیا سب بحال — زر و مال دیکر کرے گا نہال

وہ لشکر نے سُنکر کئے سب ڈہل — گئی شور تونکے پڑے وہان حمل

سُنا شہ ارم جب وہ نعرہ امیر — لگا پوچھنے تب بُلاکر وزیر

یہ کسکا ہی نعرہ بتاؤ مجھے — خبر سانچی اسکی سُناؤ مجھے

وزیرون نے ملکر عرض یون کئے — کہ محمد حنیف نے یہ نعرے کئے

کہ زنبتون نے عرض کی تھی اندہان — کہ محمد حنیف کو ہین ماری ہجان

غلط تھا جو زنبتون نے یہہ کہا — کسی طور سے ہی وہ جیتا رہا

تمھارے سے آیا وہ لڑنے اوپہ — نعرہ مار تجکو کیا وہ خبر

وہ سُنتے ہی شاہِ ارم ہو سوار — سبھی فوج لے ساتھہ ہو کر تیار

کھڑا ہو کے میدان مین صف باندکر — امیر بھی وہین اپنے گھوڑے کو کر

پڑا اسکے لشکر مین جون شیر نر — لئے ہاتھہ شمشیر کو کھینچکر

لگے مارنے فوج کفار کو — گرانے لگے پیادے اسوار کو

گیا دن لڑائی مین سارا تمام — گذر کر گیا دن ہوا وقت شام

سو مقبول کن آگے اوترے امام — دئے اپنے گھوڑیکو دانہ اُدام

وہ لشکر گیا اپنی جاگہہ مُقام — دانہ گھانس گھوڑونکو دیکر تمام

یون القصہ ہر روز اسطور جنگ — محمد حنیف نے کئے بید رنگ

بہت پہلوان اونکے مارے امیر — وزیران کہے شہ ارم بینظیر

کہ ہر روز لشکر تیرا ہووے کم — محمد حنیف پہ نہ لاگے زخم

پوچھی آکے مقبول کو کہان امام
نہین مجکو معلوم اونکی خبر
کیا اڑ گھوڑے کو زینون نے
وہ لشکر نے زینونکو دیکھکر
چالیسون کنیزان بھی پہنچی وہین
کوئے بیچ سر ڈال بولی پکار
یہ باندی تمھاری بھی پہنچی شتاب
میرے پاون ٹوٹے نہین مجھین حال
وہ زینون کر جمع چالس کمند
کوئے بیچ ڈالی وہ بولی تدہان
امیر نے دو کنھیان اسی بیچ ڈال
کئی زور زینون ایا تمام
میرے زور سے تم نکلتے نہین
امیر نے کہا تب کہ چالس کنیز
خدا یاد کر کر کرو زور ایک
بموجب کہے کے سبھی اہل سنبھال
ڈالی چارپائی پہ مقبول پاس

بولا شہ کے اوپر بہت اژدہام
گئے ہین وہ لڑنے اونھونکے ہت
آئی زور ترا اوس کوئے کنے
کو اچھوڑ بھاگی وہ ادہر اودھر
اوتر کرکے گھوڑے سے اوسوقت ہین
امیر کیا خبر ہی کہو آشکار
کوئے سے شتابی دیو تم جواب
کہ سیطو ہے سے مجکو جلدی نکال
سپر کو وہ باندھی ہی کر خوب بند
کہ سیطو بیٹھو سپر کے عیان
سپر مین وہ آڑے ہوکر سنبھال
اوٹھا نا سکی اور کہی یا امام
بہت زور کرتی پر ہلتے نہین
سووے اور تم زور کرو نکلے نیز
اور کھینچو مجھے تم کنارے پہ لیک
محمد حنیف کو کوئے سے نکال
امیر نے پھر اوسوقت لیے ٹھنڈی سانس

علاج ہاتھہ پاؤنکا کر پھر کے آئین — اچھا ہو کے لڑنیکو اونپر سو آئین

امیر نے کہا ملک عمران کا — کہ نزدیک ہی دوست دل جانکا

میری چار پائی وہان لیچلو — سو عمران سے جلد کرکے ملو

کریگا وہ خدمت دل و جان سے — کراویگا دارو حکیمان سے

یہ سنکر کے زینون عالیوقار — امیر کو چلی لیکے وہ ایکبار

وہان ملک عمران پہ یک غنیم — وہ لڑنیکو آیا تھا چلکر زنیم

او دہر سے بھی عمران اسوار ہو — ہوا فوج مقہور کے روبرو

مقابل ہوئی فوج دونونکی جب — کہا شاہ مقہور نے اوسکو تب

سنا ہو نمین اتنو مسلمان ہوا — محمد نبی کا تو کلمہ کہا

یہ سنکر خبر چلکے آیا ہو نمین — بڑی فوج بھاری سو لایا ہو نمین

ولے دلمین میرے یہ آئی ہے بات — کہ ہم تم سو دو دو کرین ملکے ہات

دونون لشکرونمین لڑائی ہوئی — جو مارے کرے پادشاہی وہی

میری فوج تھوڑی ہے ل پیچ لا — سو عمران اسوار ہوکر چلا

مقابل ہوا کرنے لاگا وہ جنگ — کمند مار عمران پہ بید رنگ

لگا کھینچنے تب وہ لاچار ہو — کہا یا الٰہی مددگار ہو

اسیوقت پہنچے امیر آن کر — درد پانو نمین تھا بڑا سخت تر

دیکھے تب کہ عمران پر وقت تنگ — نکھے بیمار خود او راس سے ہی جنگ

وہان عاقبت مین کھوگے سوکیا
کہ فریا گھڑی بھر ابھی دور ہو
سوتنہا محل مین رہے تب امام
وہ کرنے تھے محمدؐ حنیف آہ آہ
سو اوس روز قبر پہ آ پہونچی جلدی آکے
یقین کیا کہ آواز آتی نہین
امیر کی خبر تو شتابی سے لا
اندر جا کے مقبول دیکھا وہین
وہ مقبول رونے لگا تب پکار
اوٹھا شور و غوغا وہان پر سو آکے
کہ آزاد زینون نے چالیس کنیز
تو جا اپنے گھر کو خبر جلدی کر
مین کیا منہہ دکھاون سو سسر الین
کہا اونکو سمجھا کے مقبول نے
کرینگے وہ سب پیار تیرے اوپر
تو خاطر مین زینون کے آئی یہ بات
مقبول نے بھی دستار و نعلین کو

میرے پر یہ خطرہ ہی بے انتہا
مجھے درد بھاری ہوا موبمو
نکل باہر مقبول و زینون تمام
ہوا حال اونکا بہت سا تباہ
مع کھاٹ شہ کو گئی لے اوٹھاے
سو زینون بولی وہ مقبول کتین
کہ آواز آتی نہین ہی سو کیا
شہنشاہ حجرے کے اندر نہین
زینون سنکے دوڑی وہین آہ ما
لگے لوگ کرنے بہت ہاے ہاے
بلا پاس مقبول کو اپنے نین
مین جاتی ہون تنہا سو جنگل پکڑ
جنگل مین مرونگی سو ہر حال مین
کہ چل ساتھ میرے مدینہ منے
امیر کی وہان سے ملے گی خبر
چلی تب مدینہ طرف پاکذات
چلا لیکے ہمراہ وہ زینون کو

پوچھا

پوچھا تب تو مقبول کو سب نے آ
سو مقبول بولا انھون سے بیان
وہان سے بھی لائے تھے عمران کنے
مین دستار و نعلین لا کر وہان
کہے تب خلیفہ عمر بن خطاب
نہو ولیبن غمگین تمھارا پسر
چلو روضہ مصطفی کے حضور
اسی مرتضی کے وہ خاطر مین بات
علی نے وہان استخارہ کئے
ہوا حکم اونکو ز روضہ شریف
کہ قبر پہ کی بنت شاہ پری
وہ مقبول لایا ہی زینونکو سنگ
حکم ہی کہ جاؤ سمندر کے پار
دو بیٹے تمھارے علی ساتھ دو
تعینات اوسکے کرو تم سوار
سلاح اس حنیف کا پہنا کر تبھی
زنانہ لباس اور زیور چہ زر

حقیقت بیان وار ساری سُنا
کو پہین گرے اونکے ٹوٹے دو پاؤن
بمعہ کھاٹ غائب ہوئے گھر سنے
نشانی بتانے کو آیا یہان
کہ ای شاہ مردان علی بوتراب
موانہ ہی جیتا سُنو سر بسر
وہانسے بشارت ملیگی ضرور
گئے تب وہ روضہ مین یارونکے ساتھ
نبی مصطفی نے بشارت دئے
کہ جیتا ہی اب تک محمد حنیف
سمندر سے اودہر لیجا کر دہری
اوسے جا کے بولو علی بیدرنگ
محمد حنیف کو لے آ ایکبار
عمر بیک بھی اونکے ہمراہ دو
کہ اصحاب میرے سو بارہ ہزار
محمد حنیف اوسکو بولو سبھی
دیو تم اوسے بیچ صندوق بھر

سراپردہ اندر جو جانے لگے
عمر بھی کھڑے ہوکے انکے آگے

کہا تم سو جاتے کہاں کون ہیں
بغیر از حکم تمکو جانے نہ دیں

عمر کو کہے دونو شہزادگان
کہ ہیں ہم سو زیتون کے دیوران

ہمارے سے اونکو سو پردہ نہیں
منع کیون تو کرتا ہمارے تئیں

کہا حکم جبتک ہیں اونکا نہ لون
کہیں کسکو گھر بیچ جانے نہ دون

کھڑے رکھہ وہاں پر کے دونو ولی
کہا جاکے آتے ہیں ابن علیؓ

اگر حکم ہووے تو آویں حضور
وگرنہ تو کرتا ہوں اونکو دور

عمر سے کہی اونکو جلد آئے وہ
تو لے ہیں اونکے مزاحم نہ ہو

عمر نے کہا اونکو تب آن کر
بلا شبہ جاؤ تمھیں گھر اندر

دونو بھائی خیمہ میں گئے خوشخرام
زیتونکو اوب سے کئے جا سلام

ملی اونسے زیتون خوشدل ہوئی
دونو دیور ونکو سو بیٹھو کہی

رہے رات ساری وو او سجائے پر
کئے کوچ وہاں سے بوقت فجر

چلے کوچ کر کر مدینہ سے وے
اودھر روز جاتے سمندر کے پے

کہ میعاد کا قلعہ اور شہر ور
دکھائی دیا دور سے پیشتر

قلعہ پر جو بیٹھے تھے دو دیدبان
مدینہ کی جانب دیکھے ناگہان

یکایک سو پیدا ہوا تب غبار
دیکھے اوس سے اسوار بارہ ہزار

کیا جاکے سلطان کو وہ سلام
کہا یوں کہ لشکر بہت اژدہام

یہہ کہکر لگایا وہ شمشیر کون | لگی اونکے سر پہ بڑی زور سون
کلاہ کٹ گئی سر مین ہوا زخم جا رے | گھوڑے پہ سے ڈھلکے سو تب شور اے
عمر دوڑ گھوڑے کی پکڑا لگام | گئے لیکے لشکر مین جلدی تمام
غضب کر کے زیتون گھوڑا اٹھائے | گئی شاہ میعاد کے پیشوا رے
بولا شاہ میعاد ہی کون تو | تیرا نام کیا ہی مجھے بول تو
کہ ہی نام میرا محمدؐ حنیف | مین آیا ہون یہان از مدینہ شریف
کہی اوسنے حملہ میرے پہ کرو | نہ ارمان کچھ اپنے دل مین دہرو
کہے ہم تو اول نہ کرتے ہین وار | کہ جبتک کسی کا نہ کھائین گے وار
لگائی وہ میعاد نے زود تیغ | لگی وہ سپر پہ گئی ٹوٹ تیغ
رہی موٹھہ تلوار کی ہاتھہ مین | مار اپھینک اوسکو اوسی ساعت مین
پس آخر گرا وہ زمین کے اوپر | اوٹھایا عمر نے اوسے دوڑ کر
عمر کو کہا تب سو میعاد یون | پیادہ لیا کیون میری موٹھہ کو تون
مین اس موٹھہ پر لعل و ہیرے جڑے | جڑت بیش قیمت کے اسپر جڑے
عمر نے کہا جو پڑی ٹوٹ کر | وہ ہی حق میرا لیو نہین لوٹ کر
زیتون بولی پیادے سے منہ کر دکر | گھوڑے پہ سے اوتر مجھے کشتی تو کر
یہہ سنتے ہی اوترا وہ گھوڑے سے دو | وہ زیتون بھی اوتری اوسی وقت کو دو
لگی ہونے دونون مین کشتی جو | پچھاڑی ہی زیتون میعاد کو

کہا

کہا تب اسی میعاد چل اوس اوپر — کہ اوسکو مسلمان کرون زود تر
وہ میعاد نے فوج اپنی چڑھا لی — ملک پر اوسکی سو دیراج تھا
دونون فوج ملکر گئے جا تمام — گئے ملک دیراج کو خوش خرام
کئے دیدہ بانون نے اوسکو نظر — کہ میعاد آتا ہی چلکر ادہر
مسلمان کی لے فوج بارہ ہزار — پیچھے اوسکے آتی ہی ہوکر سوار
وہ دیراج عادی کو بولا خبر — کہ میعاد آتا ہی تیرے اوپر
کہا پھر وہ دیراج اونکو سنبھال — کہ آوے یہان اوسکی کیا ہی مجال
لئے ساتھ اوسکے ہین بارا ہزار — مدد کو لے آتا ہی وہ دیندار
یہ سنتے ہی دیراج ہوکر تیار — چلا فوج لے اپنی ہو بیقرار
مقابل ہوا انکے لشکر کے تب — کھڑا اونکا لشکر بھی صف باندھ جب
پہلوان دیراج عادیکا آئے — کھڑا ہو وہ میدان مین یون کہائے
کہ لشکر نیکو بھیجو میرے روبرو — پہلوان جو کوئی تمہارے ہین ہو
حکم تب ہوا شاہ میعاد کون — کہ کرے جنگ اس لشکر عاد سون
سو میعاد نے جاکے مارا اوسے — ضرب ایک ہی سر پچھاڑا اوسے
جو آتا کوئی شاہ میعاد پر — سو جیتا نہ ہرگز وہ جاتا ادہر
سو دہشت سے میعاد کے تب وہان — نہ آتا ہی اوسپر کوئی پہلوان
وہ دیراج بھی سوار ہو فیل پر — وہ آنے لگا شاہ میعاد پر

وہ ہر سال آتا ہی میرے اوپر
اگر وہ سُنیگا ہوا وبیدار
کبھی اب کروا اوسکے اوپر مُہم
تینون لشکران کو چلکر وہان
قلعہ پہ سے کیتی نظر دیدبان
پیچھے اوسکے میعاد کی فوج ہی
کیا عرض جاکر قہرباد سے
ہی ہمراہ اسکے سو میعاد بھی
وہ لشکر سو جلدی سے تیار ہو
دونون لشکران تب صفان باندکر
سودیراج عادی نے لیکر رضا
پہلوان بھیجو کرے آکے جنگ
قہرباد کی فوج سے اک جوان
کیا آکے حملہ سودیراج پر
سودیراج مارا ہی اسکو وہان
مقابل بھی اُسکے جو ہوتا اتھا
قہرباد نے باندھا اپنی کمر

مین بچتا ہون دیکے اوسے مال و زر
بھی چھوڑیگا مجکو وہ ہر آئین مار
ملاؤن تیرے سے اوسے کر نرم
ملک پر قہرباد کے بیگمان
دیکھی فوج دیراجکی کو تد ہان
بھی اسلام کی فوج در موج ہی
کہ آتا ہی دیراج دلشاد سے
مسلمان مدد کرنے آیا سبھی
جمع فوج آکر ہوئی روبرو
ہوئے مستعد جنگ پر آن کر
کیا جاکے میدان مین یون ندا
میرے سے لڑے آکے وہ بیدرنگ
سودیراج عادی پہ آیا وہان
لیا زود حملہ سپر کے اوپر
پہلوان پر پشت گھوڑے سے جان
سو بیشک اپنی جان کھوتا اتھا
چلاکر غصہ شاہ دیراج پر

پڑھے تینون کلمہ مسلمان ہوئے
سراپا انہین دیکے رخصت کیا
تھوڑے دنکے بعد از ملونگا تمھین
جہاوون اوپر ہوئے پس ہے سوار
کہا نا خدانے سو آ التماس
کہ چالیس دنمین جہازان لگین
جہازان کسیکے جو جاوین وہان
کہے گر وہ آوین سمندر کے باب
ہی یک راہ دیگر سو شہنشاہ کی
کہے خوب چالیس دنکی جو راہ
جو القصہ کھولے اونھین بادبان
کہ دریا کے اندر اتھا اک پہاڑ
کہا نا خدانے سو تب آن کر
کہی تب جہازان کنارے لگاؤ
لگائی جہازان اوسی کوہ پر
سوتے دیکھے عادی وے اوپر پہاڑ
کہی جا عمر تم تو جلدی جگاؤ

ملے آکے زینون سے رخصت لئے
جاؤ ملک اپنے ہین یون کر کہا
خدا کو سبھی ملکے سونپو ہمین
بمعہ فوج اسوار بارہ ہزار
کہ یک راہ نزدیک ہے بہت پاس
وہے سات عادی ہین اوس راہ مین
تو وے سات عادی ڈباوین وہان
پکڑ مچھلی دریا کی کرتے کباب
چلین جسطرف ہون تمہاری خوشی
اوسی راہ جاتا ہمین خواہ مخواہ
کہ دریا مین کشتی کئے سب رواں
لگے جا جہازان سو اوسکے کنار
ساتون عادی سوتے ہین ایسکے اوپر
بران کہان سوتے ہین مجھے تم بتاؤ
جہازون سے اوترے ہین آکے نزدیک
دیکھے ہین گلے ہین اونھون کے زنار
میرے ساتھ لڑنے کو اونکو لے آؤ

جہاز و نپہ بیٹھی وہ زیتون تبھی
گئے وے جہازان سمندر کے پار
ساتون عادیونکو تو رخصت کئے
لگائے وہان پر وہ خیمے تمام
خبر شہ پری کو وہ پہنچی تد ہان
وزیرہ کو کہا جا خبردار ہو
وزیرہ بھی چلا وہانسے آیا یہان
عمر بھی کھڑا ہو مزاحم ہوا
پری ہون ہمارے یہ پردہ نہین
ہین شاہ پریکا جو ہونگا وزیرہ
عمر نے کہا تو کھڑا رہ یہین
عمر نے عرض کی یہ خیمہ مین جا
زیتون نے غسل کرکے کپڑے نکال
لگاکر وزیرہ اوسکے ہمراہ ہو
چھپائی تھین چادر اڑھے سر تئین
کیا جاکے شاہ پری کو سلام
زیتون پاکدامن بہو مصطفے

وہ ہمراہ ہوئے ساتون عادی سبھی
اودہر کے لگے جاکے دریا کنار
اوترکر کنارے پہ ڈیرے دئے
اوسیجائے اوترا ہی لشکر تمام
کہ آیا مدینہ سے لشکر یہان
بلا لا تو اوسکو میرے روبرو
لگا جانے خیمے منے بیگمان
وزیرہ نے اوسیکو سو یونکر کہا
تو کیون روکتا ہی ہمارے تئین
بلانے کو آیا ہون ہو کر دبیر
حکم لا بلاؤن تمہارے تئین
وزیرہ شہ پری کا کھڑا ہی جو آ
لباس اپنا پہنا زنانہ بحال
گئی شہ پری کے وہین روبرو
ملی جاکے زیتون ننگے سر تئین
پوچھا اوسنے کیا ہی سنا تیرا نام
مجھے بھیج دینگے علی مرتضے

نمبر ٣

کرے حقتعالے جو اپنا کرم — ہووے تین پٹی مین چنگا زخم

سو پریون نے سنکر لایا زود گھاس — وہ باندہی زخم پر وہین آس پاس

بزان تین دنکے باندہی دوسرے — چھہ دنکے پیچھے پھر پٹی تیسرے

نوین دن زخم کھول دیکھین وہ کیا — زخم اتنی مدت مین اچھا ہوا

لگا ہڈی ہڈی سے مل گوشت گوشت — اوپر سے بھی پیدا ہوا اسکو پوست

چہل روز زینون کی وہان مقام — امیر کو غذائین کھلائی تمام

آئی تنین طاقت چڑہا منہ پہ نور — ہوئے فربہ تن اور ہوا درد دور

لاؤ پیکر اسکی پٹی بناؤ — جتنی کہ زخم کے سوا او پہ لگاؤ

جیسا پیشتر تھا امیر کا بدن — ہوا اس سے موٹا وہ اونکا بدن

وہین شہ پری سے وہ رخصت ہوا — بہت اسنے تحفہ وہ ہدیا دیا

امیر نے بھی ہتھیار سب باندہکر — زینونکو بٹھائے وہ پردہ اندر

جہازون پر اسوار ہوکر چلے — ساتون عادیون سے وہ جاکر ملے

محمد حنیف عاد یہان دیکھکر — پوچھے کیا بلا ہی کہو یا عمر

عمر نے کہا یا امیر جہان — زینون نے پچھاڑے ہین سب دیان

مسلمان کئے ہین لائے دین مین — یہ آئے ہین ملنے تمھارے کتین

محمد حنیف تب سو حیرت رہے — کہے یا خداوند ارض و سما

زینونکو عجب تونے بخشا ہی زور — ایسے ہی کتونکے وہ پنجہ مروڑ

کرو گر رضامند میرے تئین ‏ کہ یہ بات ہرگز کرونیں نہیں

عمر کو بٹھائے جہازان اوپر ‏ چلائے جہازان اوسیوقت پر

دریا پھر کے آئے جبھی شہر پاس ‏ کنارے لگے آکے تب آس پاس

اوترکر جہازونسے کئے وہاں مقام ‏ قہرباد کے شہر مین والسلام

قہرباد آیا یہ سنکر خبر ‏ امیر پھر کے آئے بفتح و ظفر

کیا اوسنے دیدار کا آسوال ‏ پوچھے یا عمر کیا یہ کرتا ہی قال

عمر بولے زیتون پچھاڑی اسے ‏ کفر توڑ باہر نکالی اسے

کیا تھا عرض آن اپنا جمال ‏ دکھاؤ تم ایصاحب باکمال

کیا ہی پھر آنیکا انسے قرار ‏ دکھادو تمہین اسکو اپنا دیدار

امیر اپنا دیدار اسکو دکھائے ‏ سر و پا منگا کر اسیکو بندھائے

بہت پیش کش اور بہت مال و زر ‏ امیر کی کیا اسنے لاکر نظر

قبولا امیر نے زر و مال کو ‏ کیا اوسکو رخصت سو خوشحال ہو

عمر نے قہرباد کے ساتھ جا ‏ کہی کا نہین اوسکے یہ بات جا

نرکھ تو خیال اپنے خاطر شریف ‏ کہ مجکو پچھاڑے محمد حنیف

جنے تجھ پچھاڑا وہ ہی اسکی زن ‏ یو خاوند ہی اوسکا سو شمشیرزن

کیا تب عمر نے اسیکو وہین ‏ کہ لیکر چلے اوس مدینے تئین

گئی تھی امیر کے وہ لانیکے تئین ‏ لی آئی چلی اب مدینہ کے تئین

دیا اوسنے مہران سو چالیس ہزار — عمر کو کیا خوش ہوا دیندار

عمر ڈال زنبیل مین لے چلے — سو لشکر مین اپنے وہین جا چلے

چلے کوچ در کوچ لشکر صحاب — سو میعاد کے ملک پہنچے شتاب

وہ سنتے ہی میعاد آیا دوڑ کر — کیا شہ کو مجرا اوسنے آنکر

وہ آتے ہی دیدار مانگا وہان — امیر اسکو درشن دکھایا وہان

رکھے پھر جو ہدیے اسنے لائیکر — امیر نے قبولے وہ خوش ہوئیکر

دے سر پاؤ پوشاک میعاد کو — کہا اسکو رخصت اسیوقت دو

عمر بہی گئے اوسکے دربار لگ — کہا کا نہین اوسکے ہو کر الگ

جسنے تجھہ پچھاڑی وہ عورت اتھی — یہ خاوند ہے اوسکا سنو مجھہ ستی

کیا و لیکن افسوس میعاد نے — نکر یہ ذکر یا عمر کس کنے

عمر نے کہا تب سو میعاد کو — اگرچہ کرے دل میرا شاد تو

اگر تو کریگا نذر مال و زر — رکھون لاج تیری سو مین تھا مگر

عمر کو دیا مال دو سو مہر — چلا ڈال زنبیل مین تب عمر

چلے آئے جلدی امیر سے ملے — امیر بہی وہانسے وہین اوٹھہ چلے

بزان پہنچے وے سب ہی جلسے پہ — کیا اوسنے بہی وہان مقام آنکر

سو یک راہ جانب مدینہ کو تھی — وہ یم راہ شاہ ارم کو ملی

سفر کا وہانسے کیا جو حساب — برس سات گذرے تھے اندر حساب

بہی خط کو اسنے پڑہانے لگے
یہ احوال سب کو سنانے لگے

داستان رسیدن محمد حنیف
وجنگ کردن با شاہ ارم

اودہر

اودہر سے محمد حنیف ہو سوار / مقابل ہوا باندھ صف با قرار

برس سات گذرے کہ اسنے ادہر / نہ جانے خدا کب پہچا وے اودہر

اوتھے خاص اصحاب کے جو جوان / مارے شہ ارم کے بہت پہلوان

امیر کیطرف کا مرے پھر نکوے / مرے اوسطرف کے سبھی سوار ہوے

کیتنے ذ تلک یون ہی ہوتی تھی جنگ / دیکھا شہ ارم ہو چکا جب یہ رنگ

کہا شہ ارم فوج کو تب پکار / اوٹھو ملکے یکبار سب ایکٹھار

سو لشکر نے حملہ کیا ایکبار / بڑا غل مچا اور ہوا شور و شار

محمد حنیف بھی وہان کھینچ تیغ / لگے مارنے فوج کو بید ریغ

چلے اکطرف سے ہیں عمر علے / لگے مارنے فوج طالب علی

زبیتون پاکدامن بھی ہو کر سوار / کری فوج کفار بھی کارزار

سٹے مار توڑے کئی کافران / زمین پہ ہوا خون ان کا روان

ہوا جنگ ایسا کہ گھمسان وہان / صحابی کھڑے تھے جہانکے تہان

اتنے مین جو وارد ہوا وقت شام / وے دو لشکر و نے کیا وہان مقام

یہ شاہ ارم تب کیا ہی شمار / مرے اوسکے لشکر سے پینسٹھ ہزار

امیر کیطرف کا نہ کوئی مُوا / مگر اک صحابی سو زخمی ہوا

اور زخمی ہوئے انکے کتنے جنے / ہوئے شام او سدن سو کتنے جنے

بلا کر وزیر و نکو شاہ ارم / کرو مصلحت اب رہے کچھ شرم

محمد

محمد حنیف کو خندق سے نکال — کیے انکو اسوار گھوڑے پر اتال
وہ زینون بھی اور عمر و علی — ملے آکے اوسوقت طالب علی
آتے ہی صبح آہوا آشکار — کھینچے شاہِ مردان علی ذوالفقار
اوٹھا کرکے دُلدل گھوڑے زین جا — مارے فوج کفار بے انتہا
امیر کے جو گھوڑے تھے لشکر و مال — ہوئے جبکہ سبھو نہین پائمال
اول اپنے اصحاب کو کر صبحی — سلح باندہ گھوڑونپہ بیٹھے سبھی
ملا دیکھ لشکر سو اسلام کا — ڈرا شہ ارم وہ پریشان ہوا
بھاگا دو سو اسوار سے وہ نکل — مسلمان ہوا اوسکا سارا وہ دل
یہان شادیانے فتح کے بجاے — ہوئے قلعہ داخل کہ جو فتح پاے
کہا یون علی نے عمر کو وہین — دیکھو شہ ارم ہے کہ بھاگا کہین
عمر بیک جلدی وہانسے چلے — جا بستہ ہین شاہِ ارم کو ملے
جہان شہ ارم کے برادر تھے چار — ہر اک ملک اپنے کا تھا شہریار
جو املاق عادی اونھونکا تھا پیر — چلا شہ ارم اس کنے ہو اسیر
پہنچا جلکے اوس ملک کے عاد پہ — بیٹھا باغ مین جا اسپ سے اوتر
رکھا سر پہ ٹوپی ہو غائب عمر — بیٹھے اوسکے نزدیک ہمان جاکر
بھیجا شہ ارم نے وہانسے سوار — کہ املاق عادیکو جا آشکار
کہ شاہِ ارم جو تمھارا مرید — بلایا ہے تمکو بشوقِ مزید

کہا

کہا ای برادر یہ ایسی بلا — وتی میرے پیچھے اونھون نے لگا

تب املاق بولا کہ جانے نہ پاے — پڑی شور پیادے عمرو پر جو آے

بھی دوڑے پکڑ نیکو لوگان سبھی — عمر نے رکھی سر پہ ٹوپی تبھی

ہو غائب کتونکی تو پگڑی اوٹھاے — چلے وہانسے مولا علی پاس آئے

غرض ہو کے شاہ ارم تب نراس — گیا بھاگ کر بھائی عادیکے پاس

عمر نے حقیقت کری سب عیان — نزد شاہ مردان علی کے بیان

کہ شاہ ارم چھوڑ شہر و دیار — گیا اور سرحد مین ہو بیقرار

ہین اوسکے برادر وہان یا علی — بڑا زور ہی اور ہی مہ بلی

علی نے کہا تب نقارہ کرو — جہان وہ گیا ہی اودہر کو چلو

فجر کو چلے کوچ در کوچ شاہ — پہنچے ملک املاق کو مہر و ماہ

وہ شاہ ارم کو بھی ہمراہ کر — کھڑا آکے میدان مین صف باندھکر

اودہر سے بھی لشکر نمودار ہو — ابھی گھوڑے پہ املاق اسوار ہو

کہا آکے میدان مین یون پکار — کہ زیتون آوے میرے روبرو

یہ زیتون سنکر علی سے کہی — اگر ہو اجازت تو جاؤن ابھی

علی نے کہا تب رسم یہ نہین — کہ لڑنے کو بھیجین سو عورت کتنین

کہی تب کہ میرا اچہا ہی یہ شاہ — بہت فخر ور ہی بہت عز و جاہ

برزان اسکو حیدر کیا تب امر — مقابل ہوئی اسکی جا زود تر

کہا

کہا میں نہ کلمہ کہوں زینہار — اگر مجکو جانسے بھی ڈالیگی مار
پٹک کر سو زہیتوں ای بید زیغ — ماری کھینچکر اسکی گردن پہ تیغ
جدا ہو گیا تن سے اسکے بھی سر — جہنم کو پہنچا وہ کافر مگر
دیکھا شہ ارم نے کہ بھائی موا — وہاں سے بھی زودی روانہ ہوا
کہا ابتو میرے پہ آئی بلا — برادر دویم کے ملک کو چلا
وہ لشکر بھی املاق کا تب ڈرا — صدق لاکے دلسے وہ کلمہ پڑھا
بجے شادیانے فتح کے تمام — علی نے کیا اوسجگہہ پر مقام
بلا کر عمر کو کہے زود تر — کہ شاہِ ارم کی لے آؤ خبر
پہنچے بادشاہِ ارم کے عمر — ٹوپی سر پہ رکھکر ہو غائب عمر
عمر بھی چلے وہاں سے ہو تیز گام — ملے شہ ارم سے وہ فرخندہ گام
چلا جاتا ملتا دونوں اپنے ہاتھ — دیکھے کیا کہ ہی ساتا سوار ساتھ
پہنچا بھائیکے وہ شہر کے کنے — اوتر کر کے بیٹھا وہ بستان منے
بھیجا بھائی اپنے کو وہانسے خبر — کہ آیا ہی شاہِ ارم بھاگ کر
وہ بھائی بھی سنتے ہی بقیل و قال — بولا شہ ارم کو کہ کیا ہی احال
کہا بھائی مجھ بول کیا تجھ ہوا — تیرے پر نپٹ حال کیا ہوا
کہا شہ ارم اپنی بیٹی کا دکھ — کہ بیٹی نے کھویا میرا سارا سکھ
مسلمانکو مجھ پر سو لائی چڑھا — لیا ملک میرا انھوں نے چھڑا

لگے ہر طرف حرب کرنے وہان ✽ موئے اسطرف کے کئی پہلوان

بہائی سشہ ارم کا غصہ سے چلا ✽ آیا آپ زین گھوڑے پر چڑھ

کہا اور مجکو نہین کس سے کار ✽ زیتون آوے میرے ابھی روکار

حکم لے کے زیتون چچا پر گئی ✽ کہی کیون بلایا تو مجکو صبحی

کہا اوسنے کیون تج مسلمان بلائی ✽ پدر کو ملک سے تو کیونکر بھگائی

چچا اپنے املاق کو مار کر ✽ تو آئی ہی چلکر کے میرے اوپر

یہ کہکر کیا وار زیتون پر ✽ زیتون نے لیا وہ سپر کے اوپر

کمر بند مین اوسکے تب ہاتھ ڈال ✽ اوٹھائی اوسے لپنے سر پر بحال

کہی دین احمد کا کر تو قبول ✽ وگرنہ تو پٹکونگی در خاک و دھول

وہ سنکر قبولا مسلمان ہوا ✽ خوشی دل سے اوسنے سو کلمہ کہا

ملائی علی مرتضی سے لے آئی ✽ بھی حیدر نے اسکو سو چھاتی لگا

بھاگا شہ ارم وہانسے جلدی شتاب ✽ سیوم بھائی کے ملک کو ہو خراب

بھی لشکر ہوا آگے اونکا وہ سب ✽ مسلمان ہوا اور ڈیرے دے تب

علی شاہ مردان خیمہ مین آئے ✽ خبر کی کہ شاہ ارم نین دکھائے

عمر نے بھی زودی سے ہاتے قدم ✽ دیکھے کیا کہ جاتا ہی شاہ ارم

سیوم بھائی کے جاکے قلعہ کے شمار ✽ خبر کر نے بھیجا وہان سے سوار

وہ بھائی بھی آکر سو سنتے ملا ✽ کہا بھائی کیا ہی تیرے پہ بلا

ملائی اوسے لاعلی کے وہ ساتھ — بھاگا شہ ارم وہانسے کرکے گھات
پھر اوسکا بھی لشکر مسلمان ہوا — عمر کو علی کا بھی فرمان ہوا
لے آجا خبر کہاں ہی شاہِ ارم — عمر نے اوٹھائے وہانسے قدم
ملا جاکے شاہِ ارم سے وہ حال — دیکھا کیا کہ جاتا ہی غمگین حال
آگے شہ ارم اور پیچھے عمر — پہنچے جاکے دونون شہر کے اندر
برادر چہارم کو بھیجا پیام — کہا بول اسکو تو میرا سلام
کہ بھائی تمھارا ہی آیا یہان — وہ میننے بلایا ہی تمکو وہان
سنا جب برادر نے اسکی خبر — سوار ہو کر آیا وہین زود تر
دونو بھائی مل زار گریان ہوئے — و تپ سے دونو سینہ بریان ہوئے
پوچھا بھائی کیسی یہی بات ہی — کہ تیرے اوپر ایسی مشکلات ہی
کہا تب ہی بھائیکو شاہِ ارم — کہ زینون کا ہی یہ سارا کرم
وہ سنکر حقیقت ہی ایسا کہا — دلاسے دے اسکو اپس کن کہا
کہا گرچہ آوے مسلمان یہان — تو دعوا تمھارا ابیوث بیگمان
عمر سر سے ٹوپی اوتارا وہان — ہوا ساری مجلس مینے وہ عیان
پکارا عمر نے کہ شاہِ ارم — تجھے بھاگنے کی نہ آتی شرم
کہا بھائی پیادہ یہ طوفان ہی — نجانو کہ یہ دیو یا جان ہی
بلا ہی دیا ہی فرشتہ کوئی — دیا ہی کمر و فن دیا ہی پری

اول وار کر تو ہمارے اوپر — بزہان ہم کرین وار تیرے اوپر
ماری تیغ اوسنے وہین زود تر — امیر نے لیا وار اوپر سپر
کمر بند پکڑا اوسکا نعرہ کیا — کہ گھوڑے اوپر سے اوٹھا کر لیا
کہے گر تو ہووے مسلمان آج — تو بخشونگا تجکو تیرا تخت و تاج
بھلا ہی جو مانے تو میرا حرف — وگرنہ تو کرتا ہون تجکو تلف
کہا اوسنے کلمہ بچی اوسکی جان — ملائے علی سے ہوا شادمان
دیکھا شہ ارم بھائی کو دیندار — کیا قصد دلمین وہان سے فرار
علی شاہ مردان بھی تجویز کر — کہ بھاگیگا شاہ ارم اب مگر
کیا ایڈہ دلدل کو نزدیک جا — کہا شہ ارم ابتو بھاگیگا کیا
ہمن کو پھراویگا تو کہا تلک — کہان لگ پھراویگا ملک ملک
اگر مردمی کا تو رکھتا نشان — تو ہو آج میدانمین گردن کشان
وہ شاہ ارم سنکے عبرت پکڑ — مقابل علی کے ہوا از و دتہ
کیا کھینچ تلوار کا وار او — کیا رد علی مرتضے وار او
اوٹھا کر معلق اوسے زین سے — کہا اوسکو سمجھا ہر آئین سے
جو کلمہ کہے تو بچے تیری جان — وگرنہ تو مارون تجھے بیگمان
دیکھا شہ ارم وقت آیا ہی تنگ — لڑون اور کرون کسطرح اوس جنگ
نہ تھا سکر ہا نہیں بر اور رہے — نہین خواہش واقف بیگانے رہے

محمد حنیف کر شہانہ جلوس — گئے سوار ہو لاؤ نیکو عروس
اجازت اگر ہو تو من کو دہریا — محمد حنیف ساتھ شادی کریں
خدا تجھے راضی خدا کا رسول — تیرا دین و ایمان سب ہو قبول
سنا شاہ ارم دلسے راضی ہوا — وہ شادی کی سب کارسازی کیا
اور دہر سے علی صاحب ذو الفقار — سرانجام شادی کیا سب تیار
محمد حنیف کی جو شادیکا کاج — لگے ہونے باجے بجنتر کے کاج
نکاح باندہکر تخت جلوہ دیا — دولہے اور دولہن کا اندر بٹھا
دیا شاہ ارم نے بہت مال و زر — جہیز میں دیا مال بہت سا مگر
دیئے بہر کئی باندیاں اور غلام — چلے لیکے دولہن خوشی سے تمام
محمد حنیف کے جو دلکی مراد — پورا یا خدا نے ہوئے دلہن شاد
زیتون پاکدامن شکر کر ادا — کیا حق تعالیٰ نے حاجت روا
چاروں یار چھوٹے بڑے بند ہے — لے مرتضیٰ سے وہ آنند سے
بزان مرتضیٰ نے گلیسے لگائے — بہت مال دیکر دلاسے دلائے
بزان مرتضیٰ مل بشاہ ارم — وداع ہو مدینہ کا کیتے عزم
وہ منزل بمنزل چلے کوچکر — مدینہ میں پہنچے علی شیر نر
زیارت کو احمد کی روضہ منے — لگے جانے اصحاب سارے جنے
گئے دل تصدق علی مرتضیٰ — زیارت کئے روضۂ مصطفیٰ

آغاز داستان جنگ بیرا لالم

جو بارہ قصے تھے اونے اب لکھائے	دیا چھاپخانہ مین اپنے چھپائے
اصل ہے وطن انکا سورت بندر	نگر ہین مدت سے بمبئی کے اندر
ہین فرزند جہانمین جو اونکے جنے	رہین شاد و خرم دونون جگ مینے
پدر انکا ایمان سلامت رہے	نہ محتاج کسکا کبھی وہ ہووے
اور دے انکو اولاد کر انکو شاد	دیکھو انکے دلکی ہو یارب مراد
عمر انکے اولاد کی کر بڑی	بحق جناب امام اور علی

تمت

طفیل پیمبر دعا ہو قبول
اجابت ہین اوسکے نہو کچھ عدول

تمام شد

شروع قصہ لڑائی بیرا لالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہو نہین حمد رب العالمین کا	کہ جو خاوند ہے دنیا و دین کا
کیا اظہار قدرت خوب اپنا	بنایا نور سے محبوب اپنا
اوسیکے نور سے منڈان سارا	کیا قدرت سے اپنے آشکارا
محمد مصطفیٰ ہین رب کے محبوب	اونھونکے چار یاران ہین بہت خوب
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ عفان	علیؓ ہین مظہر انوار یزدان
کفر توڑے اونے ہین دیو مارے	نبی کے دین مین لائے ہین سارے
محمد شافع روز جزا ہین	وصی اونکے علی مرتضیٰ ہین

جنّے پیدا کیا ہی جسم و جانکو — دیا ہی جسنے عقل ایمان ہمکو

اوسے کہ نا ہی سجدہ سب پڑا جب — کفر کا چھوڑ دے اپنا مذاہب

تو اوٹھہ چل یہان سے شاہِ انبیا پاس — مسلمان ہو کفر کی چھوڑ کر آس

یہ بولے اور پکڑا اوسکا تب ہاتھہ — چلے لیکر اوسے اپنے بھی ساتھہ

اوسے لیکر نبی کے پاس آئے — نبی نے دیکھہ اوسکو اب فرمائے

کہے نواب خدا کے دین مین آ — چھپے جو لوگ تیرے انکے تئین لا

یہ سنکر بات حضرت کی زبانسے — کہے بھاگے ہین میرے لوگ یہانسے

خبر پاکر اوٹھہ آوین تمھاری — بیابانہین چھپے بھاگے فراری

گذر گئی عمر میری تین سو سال — میری عورت ہی تم اوسکا سنو حال

سنو کہتا ہون تمسے عمر اوسکی — ہی سن اور سال ہین تین برسکی

اگر وہ دین مین آوے تمھارے — مسلمان مین بھی ہون اور خویش سارے

بغیر از حکم اوسکے مین نہ کچھہ کام — کیا نہین ہون دیا نہین ہو سرانجام

نبی فرمائے اوس بہن کو تو جا — تو اس عورتکو میرے روبرو لا

حقیقت جا کے عورتکو سنایا — نبی کے روبرو اسکو بلایا

بہت دنکی اتھی بوڑھی وہ عیارہ — کمانکے مثل اوسکی پشت خم تھا

کہا حضرت نے یون سمجھا کے اوسکو — خدا کے دین کو اختیار کر تو

حشر کا روز جب ہو ویگا قائم — نہو تجھہ آتشِ دوزخ مزاحم

اونزگھوڑیسے وہ نزدیک جاکر
بڑا اسا وہانسے آیا ایک غوغا
یونہی آواز آیا بھاگ جاؤ
سنی مالک نے یہی آواز جسوقت
کہے کوی اس کو کیکے تج جاوے
جو تھا ہمراہ مالک کے جوان ایک
کہا مالک کو یہی یہ کام میرا
رسی گھوڑیکے اوپر تھی بندہی سو
رسی کا ایک سر باندہا کمر ساتھ
اونزکر جب ہوا کوئے کے اندر
بھی اوس کو تئین اسکا کاٹکر سر
لگے رونیکو مالک اور یاران
اوتن بے سر پڑا تھا سو اوٹھا لائے
حقیقت سب کہی روتے ہوئے او
نبی جی فکر دلمین بہت لائے
اول حق کے سلام دا اور تحیت
کہ واوسمین اندہارا ہی شب کا کالا

سو یک کو تئین ڈالے ہین وہ تپھر
بیابان اوس صلابت سیتی بھی لرزا
تمھین بیچ رگان جیو کو بچاؤ
گئے تب اپنے دلکو ہی بہت سخت
حقیقت وہانکی لامحکو سناوے
کہ تھا نام سعید اوسکا بڑا نیک
کو تئین جا کے ٹک کرتا سون پھیرا
لیا ہی کھولکر جلدی ستین دو
دیا تب دوسرا مالک کے وہ ہاتھ
تب اوس رسی کتئین کاٹی سر اسر
بھی اوسکا تن سٹے کو تبسے باہر
محبان اور سارے دوستداران
محمد مصطفیٰ کے پاس لائے
ہوئے غمگین محمد نے سنے جو
اوسی حالت مینے جبریل آئے
محمد کو کہے بعد از حقیقت
ہی اوسکے نیچے شب روشن اوجالا

قصه
لڑائی بیا
لالم

کہا

کہا جنون ستین آنے بجد ہو — نہین لڑنیکو اس سے مستعد ہو

بڑا ہی پہلوان اک لڑنے مارا — جہان کے سب پہلوانان کو مارا

اور سے لڑنیکو بھیجا مصطفے نے — وہ چہتا اپنے اوپر فتح پانے

نہین لاکھون سے ہو جن و پری دیو — پہلوانان بڑے اسکو پکڑ لیو

بہت ڈرنے مجھے ہی دیکھنے آس — سو آتا ہی وہی آتنے ہین تم پاس

لڑنے مین جا وہان پہنچے ہین حیدر — کھڑے جا سامنے شیر غضنفر

کہا تب رعد نے تیہور کو جب — تو حضرت شاہ کو جینا پکڑ لا

سوار اک اژدہا پر ہوکے تیہور — پہلوان تھا بڑا جنونین مشہور

وہ ستر گز کا قد تھا اوسکا اونچا — بڑا اک اژدہا گھوڑا تھا اسکا

لیا اک سانپ کو چابک بنا کر — کھڑا اور وبرو مولا کے آکر

کہا حیدر سے تم مجکو پہچانے — کہ شاہ چین ماچین مجکو جانے

پہلوان ہون ہزارون بیچ مشہور — ہین جنی ہون میرا ہی نام تیہور

بچن سے ہی اوتر آئے ہو کیونکر — اوتر آئے ہو تم کیونکر اہی حیدر

نہین کچھ یاد ہی افسون جا گو — جو پائی اسمکا نہر تم نے قابو

یہان ہیرا الم کے اس شہر مین — تم اپنے پانون سے آئے قبر مین

کئے دنیا مین تم دیونکی خواری — قضا آئی یہان دیکھو تمہاری

یہ کہکر وہ کیا حملہ علی پر — نکلی اسکے منہہ سے آتش جہرتی اگر

گرز تھا ہاتھہ مین اوسکو اوٹھا کر
علی پنے تا راہی اوسکو دو الفقار
وہ ذو الفقار نے یون اسکو توڑا
گرا ہاتھی سر بیکار ویو وہ جب
سو یک بیک کو علی نے ہینگے مارے
رعد ڈرنے لگا اور غم کیا ہی
جو رعد مرزبان پر آئی مشکل
بلا اوسکو کہا ای نیک فرزند
پہلوان اپنے لشکر کے جو سردار
سوا ونکے خون کا اب ڈنڈلے تو
او نتھا دریائی گھوڑا اوسکے نیچے
دیکھے جب اسکے تئین حضرت علی شاہ
کہ سر پہ تاج تھا زرین بہت خوب
لطافت مین اتھا وہ پاک صورت
جو اپنکے رو نازو ادا سے
علی نام اسکہ پہ آئے کیونکر
میرا یا حضرت شاہ پری ہی

کیا حملہ اوسنے مولا علی پر
لگائی سر سے گھوڑے ہوئی پا
ہوئے اسکے دو ٹکڑے اور گھوڑا
اوٹھا شور و فغان جنونسے تب
پہلوانان لعین لشکر کے سارے
ہمارے پہلوان مارے بہت گئے
اوٹھا فرزند اوسکا نام راحل
تو جا میدان مین لڑ ہنکو و لبند
علی نے مین بیٹھے سب باریک شہار
لڑائی کر تو جا حضرت علی سون
چلا تلوار کو راحل سو کھینچے
کہ یہ لڑکا ہی مثل مہر اور ماہ
مرصع تھا کمر مین بند اسلوب
بنایا تھا خدانے آپ صورت
لگا آبو نے نازک صدا سے
بجز سیر ہی کے روپائی ہو کیونکر
کہ سب پہ یو نہین جسکی سروری ہی

سبھی ایکدل ہوا و سپر ٹوٹ پڑنا
سو اسکو مار کر سب چور کرنا

بڑا اک شور اور غوغا اوٹھا کر
چلے ہو ایکدل سب مرتضے پر

علی نے تب زبانکو اپنی کھولے
ولاسے کا سخن راحل سے بولے

جگہہ پر اپنی قائم رہ کھڑا تو ان
کہ مین اب ان سبھونکو مارتا ہون

نہ کر تو خوف اپنے دلمین حاشا
کھڑا رہ دیکھہ تو میرا تماشا

مجھے ہر اک لڑائیمین خداوند
رکھے فتح و ظفر سے اپنے خورسند

یہ بولے اور کرکے نعرہ حیدر
لئے تھے ہاتھہ مین وہ سیف دوسر

چلے ہر اک طرف جب بارتے وہ
صفان جب جنبانکی کاٹتے وہ

اتے گھوڑے انھونکے شیر اژدر
نہنگ و اژدہا پر اسوار اکثر

اکیلے پا پیادہ شیر صفدر
وے سب جنونکا تھا نولاکھہ لشکر

ہزارون سوار گرائے دیوسے جان
خزانکے باد سے جون جھاڑ کے پان

کسیکا سر جدا اور ہاتھہ کسکا
کیا حیدر نے ہیکا پانوں کسکا

اور ذوالفقار کا جدم کرین وا
ٹین نیکوار مین ہاتھونکے تئین مار

اتی مردونکے گنج وہانپر پڑے تھے
کہ رستے بند کر نیکو ہوئے تھے

صفت اوس جنگ کی کیا کوئی کریگا
کہ ہیتو دو برس کرنا سکیگا

ہوئے تھے خون اتنے بیشماری
کہ ندیان خونکی تھی وہانپہ جاری

نہ سکتا ہی بیان کرنے لگا اب
مین کہتا ہون سنو یہ مختصر اب

جتنے دیوان تھے جادوگران سب — اونھونکے ہاتھ دست سے کہا تب
اسے پھونکو تمھین آتش کھلا کر — اوک ڈالو علی کو تم جلا کر
سُنے سو اسطرح سُن پھونک مارے — سو اسہین سے نکل بیحد پھنوارے
دیکھا حضرت علی چوپھیر آتش — کیا شمشیر سے سب زیر آتش
جو وہ شمشیر کو دیکھے تو ہی آگ — گئے وہ رعد کے شکر مین پھر بھاگ
جلائے دس ہزاران دیو اور جن — ہوا اندہکار وہان تب چھپا دن
کوئیہین سے دھوان بس رنگ کالا — ہجوم اوسکا لگا ہی تا سما جا
دیکھے اصحاب پیغمبر نے جب دود — محمدؐ سے کہے تب جا وہین زود
کہ اوس کوئے مینے حضرت علی کو — جلائے جنیون نے اوس ولی کو
غبار اوسکا ہوا اندہکار دہوان — کوئیہین سے نکلتا بھار دہوان
محمدؐ نے کہے زنہار یہ بات — نبولو یہ سخن اپنی زبان سات
نہیں ہی مرتضی کو ایک کا ڈر — کہ وہ ہیگا عجائب کل مظہر
یہ کہکر سات سب یارونکو لیکر — چلے آئے سو اس کوئیکے اوپر
سُنو حضرت کوئیہین ڈالکر سر — کئے آواز سے نعرہ پیمبر
وہ نعرہ اسطرح کہتے ہین سرور — فرشتون نے سُنا ہی آسمانپر
کہے تم یا علی کس کام مین ہو — حقیقت کیا ہی وانکی مجھے بولو
سُنے حضرت علی نے تب دیا جواب — رکھو خاطر جمع من کل ابواب

گرا جب رعد جنی اسمکان پر
لگے کہنے کو مدحِ شاہِ مردان
علی شاہِ مردان ہوکے خوشوقت
لئے راحل کو اپنے ساتھہ گیا نے
محمد مصطفیٰ اور شاہِ صفدر
سعد کے سرکو پھر تن سے ملائے
کئے چھوٹے بڑے مل شکر سارے
وہان تب پیرزن ہوگئی مسلمان
وہ راحل نے نبی کے سامنے آ
نبی کے گرد وہ نعلین لیکر
نبی کا پڑہکے کلمہ لاکے ایمان
محمد اور علی تب ہوکے راضی
اوسے جنونکی سرداری دئے ہین
زمین کے باہر نہم آناز نہار
نبی اور مرتضیٰ خوش ہوکے اسکو
اپین بھی وہانسے تب ہوکر روانہ
وہانکے لوگ خوشوقتی کئے ہین

کیا ہی الامان تب وسکا شکر
ہوئے ہین صدق دلسے سب مسلمان
کوئیسے باہر آئے ہین اوسیوقت
سعد کے سرکو اور اک ڈول پانی
لئے ہین اور اصحاب پیمبر
دعا کی حقسے اوسکو پھر جلائے
جنے تھے دین کے روشن ستارے
ہوا سارا قبیلہ سب مسلمان
اونے ایمان پھر لایا ہی تازا
کیا سرمہ اونے آنکھونکے اندر
ہوا راحل بمعہ لشکر مسلمان
کئے اوسپر نگاہِ سرفرازی
بھی اس سے عہد و پیمان سب کئے ہین
کوئی آدم نہین کرنا گرفتار
روانہ تب کئے اسکے مکان کو
مدینہ آئے ہین شاہِ زمانا
بہار کیا دیا اونکو دسے ہین

وفات نامہ فاطمۃ الزہرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون ابتدا مین بنام خدا
حبیب خدا رحمۃ للعالمین

لگا اپنے سینہ سے دونونکے تئین — لگین دیکھ منہ اونکا رونے تئین
کنگھی کرکے دونونکے زلفونکے بال — سنواری اپین فاطمہ جیوکے لال
پیچھے پیرہن اونکے دھونے لگین — بچونکو پہنا کر وہ رونے لگین
پکاتی ہیون روٹی پکاویگا گون — کھلاون بچونکو کھلاویگا گون
اپسین جو دیکھے علی اونکا حال — پوچھے فاطمہ سے کہ کیا ہی اثال
اتا کام تمنے کبھی نا کیے — کہو آج جیوکو یو دکھ کیون کیے
یو گھر آج مجکو سو نا لگے — ولے دکھ پہ دکھ مجکو دونا دسے
او بلتا ہی سینہ مرا ہر گھڑی — یو کیا ہی سبب مجکو بولو سبھی
کہین یا علی تم سنو دلکی بات — خبر یون دئے ہین نبی کائنات
مجھے خواب مین آکے بولے رسول — اجل کا پیالہ کرو تم قبول
علی اس فکر مین مین حیران ہون — مجھے آج سمجھو کہ مہمان ہون
اول مجکو بولے تھے یون مصطفےٰ — تجھے مہینے کے بعد از ملوگی تم آ
میرے باپ بن مین جدا کیون رہون — فراق جدائی سو کیونکر سہون
میرے باپ بن مجکو آرام نہین — بجز آہ و زاری مجھے کام نین
اگرچہ بچون سے بچھڑ جاوں گی — ولیکن جو ما باپ کو پاوں گی
کنگھی کرکے بچونکے زلفونکے بال — سوا مجھ کرے کون اونکی سنبھال
و ہوئی پیرہن پھر کے دھوویگا گون — پہناوون بچونکو پہناویگا گون

وفات شدن فاطمہ زہرا

انتے مین ملک موت آکر وہین — پکارا رضا دو بہتر آؤن ہین
میرے تئین یہ ہاتف دیا یون ندا — بلاوینگے تجکو سو تب گھر مین جا
اسیواسطے مین کھڑا انتظر — رضا دو تو آؤن گھر کے بھتر
کھڑا جام کو موت کے باندکر — سُہاگن کو پل مین شون رانڈ کر
جو آوے اگر کوئی میرے دام مین — ندون ایک پل اوسکو ارام مین
گدا بادشہ اور وزیران اوپر — میرا دبدبہ سب امیران اوپر
ہین یک پلمین سو گھر اوجاڑا کرون — کہ بابن بچون کو دُکھیارا کرون
سگت یون دیا حقنے مجھہ ناتھین — لکھا جیو کو قبضہ کرون بات مین
مین اسکے ندان پر سے فرما ہون — ولے اس گھر آنے کا دربان ہون
کہا گر رضا دو بھتر آؤن ہین — نہین تو کہو مجکو پھر جاون ہین
حسن اور حسین کو بلا فاطمان — کہین جاؤ نانا کی تُربت کے وہان
وہان یک بشارت سو ہو گی تمھین — سنو کان دہر کر یو دونون جنین
رضا سے ملک موت تب آئے ہین — کہ جب راز یہ فاطمہ پائے ہین
حسن اور حسین کو نتھی یون خبر — کہ جاوینگے خیر النسا اب گذر
دونو بھائی تربت کنے آئے ہین — خبر موت کی تب وہان پائے ہین
تیتیان دونون مل بلکنے چلے — ننگے پاؤن ماتم کی کفنی گلے
کرین دمبدم آہ نعرہ تمام — کہ مانگے فراقون سے حضرت امام

کہو زندگانی سو کیون کر کٹے — ہمن کو مدینہ ہین روتے سٹے

علی نے پکارے کہ ای ذو الجلال — میرے دو بچون کی خبر لے اتال

کہ تیرے نبی کے نواسے ہین یہہ — شہیدونکے سرتاج خاصہ ہین یہ

بھی تابوت کیونکر نکالونگا ہین — بچونکو سو کیونکر سنبھالونگا ہین

بچونکو صبر کی تو توفیق دے — اپسکی محبت کی توفیق دے

اتے ہین ہوا حکم بیگی کرو — بی بی فاطمہ کو خبر ہین دہرو

تیرے دو بچون کو سنبھالونگا ہین — کہ بن ماکے ہین انکو پالونگا ہین

علی تجھے مجکو پیارے ہین او — عرش کے میرے دو لنگو سے ہین او

ہوا حکم رب کا سو جبریل کو — سنبھالو تمھین جا کے حسنین کو

او دونون یتیمان کو آگے بلاؤ — صبر کا او نھونکو تو شربت پلاؤ

جنازہ بنا کر علی ہاتھ سون — دفن تب کیے ہین آدھی رات کو

ننگے پاؤن بھائی دونون سر کھلے — جنازے کے سنگات روتے چلے

گئے تین وتنگ علی وہان مقام — سو اوس پاک تربت اوپر صبح و شام

ولیکن ندیکھے علی خواب ہین — ہوئے بہت دلگیر اوس باب ہین

عبد کو اتا تم کیے نہین وف — سبب کیا یہ تھا بولو خیر النسا

کہین مجکو فرصت نتھی کچہ ہنوز — حساب ہینے صبر کی تھے تین روز

سو مئی سنگ کے لائی تھی سینے کتین — گئی بھول ہین پھر وہ دینے کتین

قصہ تمیم انصاری

شروع قصہ تمیم انصاری

کہین

کہیں گل ہے کہیں پھل ہے کہیں مور — جدھر دیکھو اودھر موجود ہر ٹھور

کہیں گلشن کہیں گلشن کا مالی — کہیں بلبل کہیں بھنورا خیالی

کہیں حاکم کہیں امرا کہیں شاہ — کہیں سورج کہیں زہرہ کہیں ماہ

کہیں راجہ کہیں راون کہیں راؤ — کہیں بادل کہیں بجلی کہیں باؤ

کہیں مطرب کہیں ساقی کہیں جام — کہیں سیتا کہیں لچھمن کہیں رام

کہیں کنور کہیں گوپی کہیں کان — کہیں ہندو کہیں مومن مسلمان

کہیں چاکر کہیں سردار ہے وہ — کہیں صحرا کہیں گلزار ہے وہ

کہیں مفلس کہیں دانا ہے وہ — ولیکن سب کا پالن ہار ہے وہ

کہیں منصف کہیں عیار ہے وہ — جدھر دیکھو اودھر نیار ہے وہ

کہیں شاگرد کہیں استاد پرداز — کہیں شاعر کہیں یکتا سخن ساز

کہیں قادر کہیں رحمان ہے وہ — کہیں بسمل کہیں بیجان ہے وہ

کہیں بیدل کہیں بیمار ہے وہ — کہیں نوری کہیں انوار ہے وہ

کہیں بیچین کہیں بیخواب ہے وہ — کہیں تابان کہیں مہتاب ہے وہ

کہیں ناصر کہیں منصور ہے وہ — کہیں مست و کہیں مخمور ہے وہ

کہیں تسنیم کہیں مسکین ہے وہ — کہیں غمگین کہیں رنگین ہے وہ

کہیں ہے وہ ثناخوان اور ثنائی — کہیں روشن چراغ اور کہیں ضیائی

کہیں رشید کہیں سودا و وحشی — کہیں عرفی کہیں روحی و قدسی

قصہ تسنیم انصاری

کہین ہی وہ راضی اور کہین رضائی — کہین جامی سخن کہین مبتلائی

کہین ہادی کہین مہدی و عباس — کہین مرزا کہین میران کہین داس

کہین عاشق کہین مشتاق و شوقی — کہین عارف کہین خوشدل و ذوقی

کہین جعفر نظیر اور کہین تقی ہی — کہین ظاہر کہین حال نفی ہی

کہین سائل کہین مائل و عادل — کہین گھایل کہین بیدل و کامل

کہین بیتاب کہین عاقل فدا ہی — کہین طالب کہین مطلب بنا ہی

ایسا صاحب ہی وہ پیدا کر نہان — ہوا بندون مین ہو کر آپ اظہار

یہ رمز معرفت کوئی نہ بوجھے — مگر ہستی سے گذرے اسکو سوجھے

ہین اہل شرع ان باتون سے نائب — ہی جسکو جوش وحدت سو ہی طالب

یہ مولا آپ ہی جو بولتا ہی — وگر نہین بندہ تو خالی ملا ہی

عزیز و بندیکا کیا آسرا ہی — وہ سب کے گھٹ مین آپ گھٹ ہوا ہی

جو کرتا ہی ثنا بندیکی بندا — ہی سب اوسکی صفت بندہ ہی گندہ

جمیع حمد ہی اوس ہی کو ثابت — جو بر لاتا ہی کل عالم کی حاجت

او بندیکے جو گھٹ مین آپ آیا — تو بندہ بزرگی عالم مین پا یا

عزیز و بندے کی بنیاد کیا ہی — وہی اک مشت مٹی سے بنا ہی

کرے کیا وصف اسکا عاجز انسان — وہ مولا آپ ہی اپنی ثنا خوان

وہی قالب وہی ہی روح آدم — یہ بندہ تو عبث کرتا ہی ہم ہم

قصہ تمیم انصاری

بڑی داڑہی بڑی پگڑی و شملا ‏— ہوا اور حرص سے پھر دلکا جلا
چکھین رشوتکو بولین جھوٹ اور پیچ ‏— کرینگے کام اوسکا دے جو لالچ
بڑی تسبیح اور خوش پیرہن ہی ‏— ولیکن دلمین کینی مکر و فن ہی
ذرا دلمین محبت نہین خدا کی ‏— پڑہین ظاہر نمازان رو ریا کی
بڑے بوڑہے کا طور ایسا بنا ہی ‏— جوانونکا تو پھر کیا پوچھنا ہی
لڑین جوروکی خاطر باپ مان سے ‏— ہزارون گالیان دیوین زبان سے
زمانہ کا پھرا ہی کچھ عجب ڈول ‏— محمد کا یقین پورا ہوا قول
خصوصاً جا بجا در بستی ہند ‏— بنی ہین مسجدین چورونکے مانند
خدا کے گھر مین بیٹھے حقے دہوکین ‏— کرین بدگوئی محرابون تھوکین
اگر کوئی کہوے یہ کیا کرتے ہو تم ‏— تو کہوین تجکو کیا دینگے جواب ہم
مسلمانی تو سب ہو گئی ہی بیمار ‏— قیامت کے نظر آتے ہین آثار
عبادت اور سخاوت سے گئے ٹل ‏— یقین دجال آوے آج یا کل
نہین کہین دین اور مذہب کی تکرار ‏— معیشت کی فکر مین ہین گرفتار
ایسی پیدا ہوئی ہی خلق اب کی ‏— سراسر بھول گئی وے یاد رب کی
ارے ای غافلو تم چھوڑو غفلت ‏— رہو مت غرق در بحر جہالت
نمازان پانچ وقتی تم نہ چھوڑو ‏— یہ پانچون وقت سے الفت نہ توڑو
حدیث حضرت کی ہی سنیو دلمین ‏— جہان لگ ہین مسلمان سب کے حق مین

قصہ تمیم انصاری

درندے اور پرندے مُرغ وماہی
لگا تحت الثریٰ تا عرشِ اعظم
دیکھو اوسکے اپنے بندے کہلاوین

ہین دائم غرق در ذکرِ الٰہی
اوسیکے ذکر مین بھرتے ہین سب دم
یہ لازم ہین کہ اوسکو بھول جاوین

در نعت سرورِ کائنات

کیا ہی حقنے حق احمد ہی پاک
کیا حقنے کہ ایمیرے سچے یار
اونھونکو بھی ہوا حکمِ عبادت
بھی بہتر بندگی مین رہنا قائم
یہ دو چیزون سے ہووے گی خلاصی
محمد پاک سلطانِ دو عالم
محمد مصطفیٰ محبوب سُبحان
قیامت کو عذابونسے چھڑاوین
پڑھو یارو درود ان ہو خلاصی
جو انکے یار یاران پر دل و جان
جنھون کی شان مین حقنے عنایت
ہین بحرِ معرفت کے پاک گوہر
چراغ و مسجد و محراب و منبر

صفت جنکی کیا ہی آپ لولاک
تیری خاطر خدا ہی کی مین اظہار
تو پھر ہم تم تو منگیے اونکی امت
ذکر کلمہ کا رکھنا ورد دائم
وگرنہ نین تو اپنے بندے ہین عاصی
کہ جنکا ہی قدمبوس عرشِ اعظم
ہوا جنسے عطا اُمت کو ایمان
چھڑا لکے آپ جنت مین لیجاوین
کہ تا پاؤ مکان جنت مین عاصی
پڑھو اونپر درود ان تم سو ہر آن
ہوا حلم و عدل علم و شجاعت
یقین چارون کا رتبہ ہی برابر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

وہی شیطانکے سر پہ دھول دیوے
جو ہووے نیکیان سو آپ ہیوے

اوسی بن کون جگ خالی رہے ہی
جدہر دیکھو اودہر وہی کا وہی ہی

ایسا صاحب وہ ہی پیدا کنندہ
اوسے نہین موت وہ دائم ہی زندہ

وہی مولا شہ ملک بقا ہی
یہ بندہ ساکن دار الفنا ہی

سر اون کیا مین اس رب جہانکو
نہین تاب سخن میرے زبانکو

حکایت حال تمیم انصاری

غلامی بول وہ قصہ عجائب
جو ہین باتین عجائب اور غرائب

تمیم انصاری کا قصہ بیانکر
قیامت کی چھپی باتین عیان کر

عزیزان چھوڑو دنیا کی شکایت
شروع کرتا ہون نہین نادر حکایت

تمیم انصاری اصحاب نبی تھے
اونھون نے دیکھے ہین گئی اچنبے

مدینہ شہر کے رہنار تھے دو
محمد مصطفی کے یار تھے وو

محمد کا مکان شہر مدینہ
ہی بیشک عرش اعظم کا نگینہ

مدینہ مین یہ گذری تھی حکایت
سنا تا ہون نہین تمکو بالطافت

سنو کرتا ہی راوی یون روایت
کہ ایکدن بیٹھے تھے مجلس مین حضرت

اوسی مجلس منے صدیق اکبر
تھے فاروق اور بھی عثمان بیشتر

علی المرتضی بیٹھے تھے خوشوقت
تمیم انصاری بھی حاضر تھے اوس وقت

محمد مصطفی تھے شاد و خرم
یون تب مجلس منے فرمائے اوس دم

قصہ تمیم انصاری

احوال تمیم انصاری کی

قصہ تمیم انصاری

نبی کا اک صحابی تھا وہ آیا
عزیزو اوسکی قدرت پہ دہر دھیان
نکاح جسدم پڑھا اوس مرد کے ساتھہ
دونو جورو مرد تھے اس فکر مین
تمیم انصاریکو دیکھے کھڑے تب
بنا تھا یہ تمیم انصاری کا ڈول
بہت دلمین لگی ڈرنے کو عورت
پوچھا عورت نے کہ وہ ہی بلا ہی
وہ عورت نے بلا اپنے خصم کو
تمیم انصاری بولے کون ہی تون
یہ عورت ہی مری فرزند میرے
وہ اصحابی یہ سنکر دوڑ بلگا
پڑی دونون منے ایسی لڑائی
محلہ کے صبح کو مرد اور زن
بولے حضرت عمر کر فکر دل مین
یہ جھگڑے سے تو کچھ واقف علی ہین
اوٹھے حضرت عمر اور لوگ سارے

وہ عورت نکاح اوس سے پڑھایا
کہ کیا کیا کھیل کرتا ہی وہ سبحان
تمیم انصاری آپہنچے اوسی رات
کہ ہون مشغول کار دنیوی مین
باہر عورت گئی پیشاب کو جب
کہ جو دیکھے وہ بھیجے اونپہ لاحول
کہ ہی یہ بھوت یا کوئی ملامت
میرے خاوند کو جو لیگیا ہی
وہ تب آکر پکارا کون ہی تو
کہ اس گھر بار کا مالک تو مین ہون
نکل گھر سے تو جا اب گھر کو تیرے
ہوا دونون منے یکبار قضیا
کہ ساری رات گشتی مین گنوائی
یہ جھگڑا لیگئے حضرت عمر کن
یہ جھگڑا نا ہووے فیصل میرسے
یقین وہ صاحب سبخلی ہین
سبھی حضرت علی کے گھر سدھارے

جیسی

قصہ نسیم انصاری

جیسی اقصی پہ راہِ آسمان ہی ۔ زمین کی ہائے جان قلزم روان ہے

وہان اوس دیو نے غوطہ جو مارا ۔ مجھے پاتال کے نیچے اوتارا

وہان دیکھوں تو ہی بیحد اندہارا ۔ نہ کہین پانی نہ کہین خشکی کنارا

اودہر کو لیچلا مجکو وہ کافر ۔ ہوا دہشت سے میرا جان آخر

مجھے اوس دیو نے پکڑا بہ چنگل ۔ نپٹ مین اوسکے تھا چنگل مین بیکل

اندہار مین چلا کیتیک مدت ۔ نہ تھی یک تل برابر مجکو راحت

کیتیک دن بعد پھر آیا اوجالا ۔ خدا نے اوس اندہار سے نکالا

اوجالے مین چلا کیتیک دن اور ۔ وہان پہنچے کہ تھا یک باغ خوشطور

انتھا اوس دیو کا وہ باغ خوشنود ۔ اوسیمین تھا وہ رہتا دیو مردود

مجھے اوس باغمین لاکر اوتارا ۔ گیا وہ دیو کہین کرنے کو چارا

مین تب اوس باغمین کرتا چلا سیر ۔ نتھا کوئی آدمی وہان مجھ سو لغیر

درختان میونکے تھے کل زمین بوس ۔ وہ تھا باغ ارم یا رشک فردوس

تھے جاری چارون جانب چشمۂ آب ۔ عجب کچھ تھا وہان قدرتکا اسباب

عجائب جھاڑ بوٹے میوے معمور ۔ برستا تھا تمامی باغ پر نور

جو تھے اس باغمین مٹی و کنکری ۔ سو وہ کل تھی وہانکی شکر مصری

وہانکے میوے مین کھاتا تھا دن رات ۔ کتنے دیوان نگہبان تھے میرے ساتھ

نتھا اوس باغمین خوبی کا لیکھا ۔ غرض کئی دن وہانکی سیر دیکھا

مجھے

مجھے تب مہر سے اوسنے بلایا — بلاکر تخت کے اوپہ بٹھایا
بلاکر لے چلے مجکو بحرمت — وے یکھفتہ مین گئین اپنی ولایت
علی بولے تمیم انصاری کے ساتھ — ہوئی معلوم یہان ہمکو یہ سب بات
پری کا نام بھی عیا پری تھا — بتاؤن وہ بھی جو دن جنگ ہوا تھا
نماز جمعہ مین کم یک گھڑی تھی — جمادی الثانی کی تاریخ دہم تھی
تمیم انصاری بولے یا علی حق — تمھارے کہنے مین نہین فرق مطلق

حکایت دوسری از حکایات تمیم انصاری

غلامی پی تو یک قہوے کا پیالا — کہ ہو شیطان کا جلوہ لینے والا
پکار ایک فلک تک جاوے آواز — تواب بنجا سخن کے صید کا باز
سخن لالا کے مجلس مین گرادے — سلونے ذایقے سب کو چکھادے
سخن کا کر ایسا شیطا نپہ چنگل — کہ اس مجلس سے مردک جا کہین ٹل
تو شیطان کو جہالت سے نہا نکر — حکایت دوسری جلدی بیان کر
عزیز و چپ رہو یا تان کرو مت — سنو تو کیا مزیکی ہی حکایت
تمیم انصاری بولے یا علی پھر — پری مجکو بحرمت لے چلی گھر
وو یکھفتہ مین جا پہنچی مکانپر — بٹھایا مجکو پاس اپنے بلاکر
پری پھر پوچھنے لاگی مجھے یون — کہ اپنا نام تم بتلاؤ مجکون
بتاؤ مجکو تم ہو کون انسان — اور کس سرحد مین رہتے ہو یہان

قصہ تمیم انصاری

غرض

غرض گھر بار کی چھوڑ بیٹھی سب آس — لگے پڑھنے کو لڑکے سب میرے پاس

کیتنک دن بعد عید الضحی بھی آئی — وہ سب لڑکون نے تب شاگردانہ لائی

مین اوس ہی راتکو دیکھا جو سپنا — دیکھا گھر بار اور فرزند اپنا

ہوا جسوقت مین بیتاب از خواب — بہت رویا چلایا ہو کے بیتاب

پری نے سن میری زاری کو اسطور — بلا بھیجا اپنے پاس فی الفور

کہا مجکو کہ تم روتے ہو کس کاج — ہے روز عید خوشوقتی کا دن آج

کہا مین نے مجھے فرزند یاد آئے — کلیجے بیچ داغ ہجر کے ہین کھائے

پری نے سُنکے مُجھپر رحم کھایا — دلاسے دے مجھے چھاتی لگایا

کہا مجکو کہ تم دلمین رکھو دھیر — مین پہنچاتی ہون تمکو مت ہو دلگیر

اوترکر تخت سے میرا پکڑا ہاتھ — مجھے وہ لیچلی تب آپکے ساتھ

سنو تم یا علی مجھ دُکھکے باتان — پری مجھ لیگئی ایک غار تھا جہان

وہ لے اوتری مجھے اُس غار کے بیچ — چلے وہ تین دن اس غار کے بیچ

چلے جاتے اندھیرا ہی گیا ٹل — کہ پھر آیا اوجالا ایک جنگل

چلے جنگل مین پھر کیتیک دن اور — وہان پہنچے جہان تھا باغ خوش طور

گئے اوسی باغ کے نزدیک جب ہم — چڑھا تھا قفل دروازے پہ محکم

چلے ہم دونون اندر قفل کھول — وہان سونیکا تھا ایک محل ہیول

چڑھا تھا محل کو بھی قفل محکم — اوسے بھی کھولکر اندر گئے ہم

حکایت سوم از حکایات نسیم انصاری

قصہ نسیم انصاری

جو فرماؤ سو آنکھون سے کرون مین
تمھارے بندیکا بندہ رہون مین

کہا یہ ہین میرے لڑکونکے اُستاد
مدینہ مین تو انکو چھوڑ آ شاد

کہا وہ دیو آنکھون سے بیجاؤن
مین انکو انکے گھر مین چھوڑ آؤن

پری نے تب مجھے آگے بلایا
بلاکر یہ اسم مجکو بتایا

یا دلیل المتحیرین و یا غیاث المستغیثین و یا مجیب دعوات المضطرین
و یا الٰہ العٰلمین بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین برحمتک یا ارحم الراحمین

کہا اس اسم کی حرمت سے تجکو
کچھ ایذا دے سکیگا نہین تم کو

مجھے وہ دیو کے کاندھے چڑھا کر
پری مجھے وداع ہو کر چلی گھر

اوڑا وہ دیو لے مجکو ہوا پر
سنو تم یا علی تک کاندھ کر کر

کہ اک دریا او پر اوترا وہ ملعون
بہت غوطہ دیا دریا مین مجکون

گنگن پر چڑھکے پھر چھیٹا اونے یون
کہ لیکر ڈال دیوے مار مجکون

وہ سوچا یہ کہ اب چھوٹا مین بندسون
بس اب کہین رون پٹک کہ مار اسکون

ولیکن اسم مین پڑھتا رہا تھا
چلا نہ روز کچھ اوس بیحیا کا

چلے وہ مجھ او پر جیسے دانت بھر بھر
پہاڑ و نین پھاڑے آپکا سر

نپٹ غصہ سے آکر اوڑا او
زمین کو سٹ گنگن او پر چڑھا او

گیا لیکر مجھے نزدیک آسمان
فرشتونکے سنے وہان مین الحان

خدا کے ذکر مین تھے سب ملائک
سنا آواز مین اونکا یکایک

کہی یہ مرغ اور کرتا ہی کیون بات | خدا جانے کہ کیا ہیگا خیالات
مین ڈرتے ڈرتے پوچھا اوسکو یونکر | کہ تو ہی مرغ اور بولا سو کیون کر
مجھے اوس مرغ نے یون وہان کہا تب | کہ رب کے حکم سے بولا ہون مین اب
مین ہون سیمرغ ختم المرسلین کا | ہون رہبر بھولے بھٹکے مسلین کا
جو اس جنگل مین آتا ہی مسلمان | تو مین کرتا ہون خدمت دل و جان
یہ کہکر کھانا پانی لایا اوس آن | میری خدمت کیا اوسنے بدل جان
دہن سے کاڑدی یک شی سے میر تین | کہ بھوک اور پیاس چند مدت لگی نین
کہا مین نے مجھے کسطرف جانا | کہا قبلہ طرف ہو جا روانا

حکایت چہارم از حکایات تمیم انصاری

غلامی کس سبب سے چپ تا تو | ابھی تو دو سخن بھی نین کہا تو
ابھی یارونکے دل قصہ بہت ہین | سبھی سننے کے سامع منتظر ہین
سخن کی گردون شیطان کو جڑ لات | تمیم انصاری کی چوتھی اب کہہ بات
تمیم انصاری بولے یا علی مین | چلا قبلے طرف سیمرغ سے ہین
چلا گئی روز اوس جنگل کے بھیتر | کہ دیکھا دور سے پھر اک جناور
وہ ایسا تھا بڑا جیسا پہاڑ ایک | کہ جان ہو جانے قبض اسکی طرف دیک
نہ اوسکا سر نہ اوسکا پاؤن نہ ہاتھ | نہ اوسکا منہہ نہ تھا وہ بولت بات
نہ پشت اوسکی نہ سر اوسکا نہ اوڑتا | چلا آتا ہی وہ لڑتا ہی لڑتا

قصہ تمیم انصاری

قصہ تمیم انصاری

عزیزان چھوڑ دو دنیا کے گفتار ۔ سنو پنجم حکایت ہو خبردار
تمیم انصاری بولے یا علی جب ۔ چلا قبلہ طرف دیکھا میں کہا تب
تھی یکتو دلمیں میرے سخت ہیبت ۔ کہ میں پھرا اور بھی دیکھی ملامت
چلا چند روز پھر میں ہو کے ہشیار ۔ وہاں پہنچا جہاں تھا ایک بڑا جھاڑ
گیا اوس جھاڑ کے نزدیک میں جب ۔ دیکھا اوس جھاڑ پر یکشخص کو تب
نپٹ پر ہیبت و یک چشم تھا کور ۔ لگا ڈر مجکو تب میں ہو گیا دور
اگر میں دور اوس سے نا سرکتا ۔ توتش یہ جان میرا رہ نسکتا
دیکھوں تو جھاڑ سے مضبوط کر کر ۔ جڑا ہی آتشیں زنجیر بھیتر
پوچھا اونے کہاں سے آئے ہو تم ۔ کہا اوسکو میں حال اپنا او سیدم
پھر اوس ہی شخص نے پوچھا میرے تئیں ۔ کہ دنیا میں حرام ہوتا ہی یا نہیں
بھی قاضی رشوتاں کہاتے کہ یا نہیں ۔ بچے بازی روا کرتے کہ یا نہیں
وے حاکم عدل بھی کرتے کہ یا نہیں ۔ غریبوں پر ستم کرتے کہ یا نہیں
کفر اسلام پر غالب ہی یا نہیں ۔ مسلمان پیسے کے طالب ہیں یا نہیں
پٹے رکھ داڑہی منڈواتے ہیں یا نہیں ۔ شراب اور بھنگ بھی پیتے کہ یا نہیں
قوم ساقاں گھوڑے چڑہتے کہ یا نہیں ۔ نجیب اشراف دکھ پاتے کہ یا نہیں
دروغ اور غیبتاں چلتے کہ یا نہیں ۔ وہ کشتی کے کہے چلتے کہ یا نہیں
کہے پر زن کے چلتے ہیں کہ یا نہیں ۔ حدیث آیات پر چلتے کہ یا نہیں

فرشتہ نے جو دیکھا اوسکا یہ طور — غضب سے پھر جکڑ کر باندہ فی الفور
اوسے اک گرز آتش کا لگایا — بندی وانکے جھاڑ اوپر بٹھایا
فرشتہ تب مجھے کہنے لگا یون — کہ تمنے اسطرح اسکو کہا کیون
خبر نہین تمکو یہ کانا ہی دجال — ابھی پیدا کیا تھا اسنے جنجال
ابھی یہ چھوٹکر دنیا مین جاتا — مسلمانونمین یہ فتنہ اوٹھاتا
یہ کہتا تھا کہ دنیا مین امن ہی — حدیث آیات پر سب کا چلن ہی
ڈرا مین یون فرشتہ نے کہا جب — مجھے رستہ بتا کر وہ گیا تب

حکایت ششم از حکایات تمیم انصاری

قصہ تمیم انصاری

غلامی چڑھ تو کشتی پر اسمین کی — خبر رکھہ دلکے دریا کے پون کی
سخن کے بحر کا نہین ہی کہین تھاگ — کہ اسمین آب ہی اور اسمین ہی آگ
جو ہووے آگ اور پانی کا غواص — تو پاوے اوسکو کچھہ راہ گہر خاص
جو اس دریا مین کوئی ہمت کو ہارا — تو پھر وہ بے سمجھہ ڈوبا بیچارا
تو دلکے بادبان دے کھول سارے — کہ تا لگجاے جلدی سے کنارے
اسی دریا مین شیطانکو ڈوباوے — تو اس دریا سے جلدی پار جاوے
ملا کر ایسی حرکت کو بعبارت — بیان مجلس مین کر چھٹی حکایت
عزیزو تم سنو کر ذہنکو حاضر — خیال دنیوی دل سے بھلا کر
تمیم انصاری بولے یا علی پھر — سنو تم کیا گذرتی ہی میرے پر

تماشا

تماشا دیکھکر اوس باغ کا مین ۔ وہ جان بیٹھے تھے آیا پھر وہان مین
مجھے پوچھا کہ دیکھی رب کی قدرت ۔ کہا مین نے کئی دیکھے ہین رحمت
کہا اوس باغ مین میوہین کھا کر ۔ صدا کرتا ہون شکر ربّ اکبر
مین پھر پوچھا کہ حضرت اسمکانین ۔ لباس تن سو آتا ہی کہانسے
کہا مجکو کہ اک کشتی ز دریا ۔ مہینے چھ کے بعد آتی ہی اسجا
جو اس کشتی مین ہوتے ہین مسلمان ۔ سو لنگر کرتے ہین اسجا گہ مرآن
اوتر کر آتے ہین مجھ پاس وہ چل ۔ مجھے دیتے ہین لاکر صوف و کمبل
اوسے سیکر پہنتا ہون مین پوشاک ۔ دعا دیتا ہون اونکو بادل پاک
تب اونکو رب لیجا تا ہی سلامت ۔ لباس اور قوت کی ہی یہ حقیقت
رہا مین اونکی خدمت مین کیتک روز ۔ وہ کشتی آکے پہنچی آخر یک روز
کیا کشتی نے آ لنگر کنارے ۔ وہین ملکر مسلمان آئے سارے
یوہین کچھ کملیان اور صوف لاوے ۔ وہین اوس مرد بزرگ نے دعا دی
کہا پھر مرد بزرگ نے کہ یاران ۔ یہان اک آئے ہین مرد مسلمان
یہان سے اپنی کشتی پر بٹھا کر ۔ اوتارو انکو خشکی مین لیجا کر
مجھے سارے مسلمان پیار کر کر ۔ وہان سے لیچلے کشتی کے اندر
اوٹھا کشتی کو وہان سے اپنی لنگر ۔ روان ہوئی کشتی اوس دریا کے اندر
سنو پھر یا علی قدرت اب آگے ۔ سنو میرے نصیبونکی تباہی

قصہ تمیم انصاری

حکایت

حکایت ہشتم از حکایات تمیم انصاری

غلامی بول پھر گذری کیا آخر
تو مجلس مین بکھیرا لعل و گوہر
کریگا کبتلک شیطانکی نالش
سخن کی مشت دے اسکے دہن مین
سنو اے دوستان پاکیزہ مذکور
تمیم انصاری بولے یا علی اب
مجھے جب حق نے دکھلایا کنارا
تو چلنے کی نتھی کچھ مجھ مین طاقت
مین اوس جنگل کے دائم میوے کھاتا
کتیک دن چلتے چلتے اسکا نہر
نظر آئی مجھے کچھ روشنی دور
مین سوچا دیکھون وہان کچھ ہوگی بستی
صبح کیوقت وہان سے اوٹھ چلا مین
وہان دیکھون تو کوئی پایا نہ انسان
ہزاران جنکے ہین لال و گوہر
مجھے لعل و جواہر خوش لگے جب

سخن چن چنکے لاجون دُرّ گوہر
لگا شیطانکو لعنت کا تو پتھر
یہ موذی تو ازل سے ہیگا سرکش
حکایت ساتوین اب لا سخن مین
محبت دل سے دنیا کی کرو دور
سنو پھر کرکے کیا ہی قدرت رب
ہوا تھا مین تبھی جیو سے اوتارا
غرض جیون تیون چلا کیتک مدت
چلا جاتا تھا سرد و آہ کرتا
زمین کیوقت مین بیٹھا جو جھک کر
برستا تھا گویا اللہ کا نور
کہ ایسی روشنی مجکو ہی دستی
اوسی جگہ تین دن مین جا ملا مین
زمین ہی صاف جون روشن گلستان
ہی اونکی روشنی کئی کوس بہتر
کیتک موتی وہانکے مین لیا تب

قصہ تمیم انصاری

حکایت نہم از حکایات تمیم انصاری

یہ چپ رہنا تیرا ہیگا قیامت ‏— کہ پھر مجلس مین ہو جاتی ہی غیبت
کچھ اب شیطان کے جلنے کی گت کر ‏— بس اب قصہ زیادہ طول مت کر
سخن کے جھاڑ ایسے شعلہ زار ‏— کہ ہو شیطان بھی جل بل کے خبردار
خلاصہ لے اب قصہ کہتین بول ‏— حکایت آٹھوین کے در کو اب کھول
عزیزان دو گھڑی کو بیٹھ اونگھیو مت ‏— سنو تو کیا عجائب ہی حکایت
تمیم انصاری بولے یا علی مین ‏— بچا جس دم مین اوس کالی بلا مین
مین بھاگا چار دن لگ وسکے ڈر سے ‏— نہ اوس جاگہہ کو دیکھا پھر کے پیچھے
اپے دوڑا کہ بیدم ہو گیا مین ‏— پڑا ابیزار ہو کر زندگی سین
مین اوسکے ڈر سے بھاگا چار دن لگ ‏— ندیکھا یہ مین جب پہنچا اوسی جگ
پڑا اک جھاڑ کے نیچے مین جا کر ‏— دعا منگنے لگا ہاتھان اوٹھا کر
کہ یا رب مجھ مین کچھ طاقت رہی نہین ‏— بھلا ہی موت اب آوے ہمیرے تئین
لگا ڈاڑھے وجھنے دوڑنے مین ‏— لگا جھاڑون تلے سر پھوڑنے مین
وہان اک شخص آپہنچا ویسے مین ‏— کہا مجکو سلام اوسنے ادب سین
یکایک آگیا از غیب سینی ‏— عجب کچھ شکل اوسکی زیب دیتی
جوان تھا متقی با صورت پاک ‏— عمامہ سر پہ اور پاکیزہ پوشاک
وہ بولا ای تمیم انصاری اس آن ‏— عبث کھوتے ہو یہان کس واسطے جان
کرو خوشحال دلکو آشکارا ‏— کہ گھر نزدیک آپہنچا تمھارا

قصہ تمیم انصاری

کہ

کہ مجکو لے اوڑا مثل ہوا کی — ہوائے آسمان مجکو بتا کی

اوڑا کئی دن ہوائی آسمانپر — پتا اک تھا بڑا کوئی اوسمکانپر

وہین اوترا وہ مجکو لا بٹھایا — گیا آپ ہین گھڑیکے بعد آیا

کہا مجکو کہ قائم ہو یہین پہ — کہا مین نے کہ قائم ہون مقرر

کہ پھر وہان سے مجھے لیکر اوڑا وہ — زمین کو سٹ گلگن اوپر چڑہا او

وہان اوترا جہان تھا اک بڑا غار — نہ سوجھے رات اور کین دنکا آثار

کیتک مدت اندہارے مین چلا وہ — اندہارےسے بھی کئی دن کو نکلا وہ

اوجالے مین بھی کین مجکو چلایا — عظیم الشان دریا بھی اک آیا

کہ پھر اونے بھی اوس دریا کو چھوڑا — کہ عالیشان اک آیا جزیرا

بہت اونچا مکان تھا اوسمکے مین — کہ وہ کرتا تھا باتان آسمان سے

محل آگے گیا وہ دیو جسدم — چڑہا تھا قفل دروازیکو محکم

دیکھا جو قفل کے اوپر مین اوس آن — لکھا تھا کلمہ حضرت سلیمان

کہا پھر مجکو ہو قائم یہین پہ — کہا مین نے کہ ہون قائم مقرر

ہوا پھر لوٹ پوٹکر شکل اصلی — پھر اوسنے قفل پر رسی جو ملی

گرا تب قفل وہ کھلکر زمین پر — وہ دروازہ مین بیٹھا مجکو لیکر

وہان دیکھون تو کئی ہین دیو ملعون — اونھون نے چاہا چیتکر کھائین مجکو

دکھائی رسی اونے دیونکے تئین جب — سبھون نے اپنے سر نیچے کئے تب

قصہ تمیم انصاری

عجب خنصر مین اک انگشتری تھی — نجانون زہرہ تھی یا مشتری تھی
نگینے چار تھے او سمین برابر — گویا چارون ستارے تھے سراسر
تھے چارون پاے آگے اژدہا چار — وہ چوکی مین جو انکے تھے خبردار
سنو پھر یا علی اوس شخص کی بات — مین پوچھا اوسکو کیا ہی یہ خیالات
کہا اوسنے کہ جو لیٹے یا بن شان — سو پاے ہین وفات حضرت سلیمان
جو یہان دیکھے اہن کسی کی ملالت — سو ہین چوکی مین اونکی تا قیامت
میرے اہنا زور کے آگے سبھی پست — مین سارو نہین بڑا ہونگا زبردست
مین اتنی محنتان کھینچی ہین جواب — سو اس انگشتری کیو اسطے تب
کہا اون نے کہ ہمین لیتا ہون اس آن — کہ تا سب مانینگے میرا ہی فرمان
کہا مین اوسکو تو کرتا ہی کیا بات — پیغمبر ہین حق سبھی انکی ذات
کہان رتبہ اونھونکا اور کہان تو — ترک کو دے خیال منکری کو
یہ سنکر یا علی برہم ہوا وہ — مجھے گھڑکی بتانے کو لگا وہ
کہا اسنے کہ تمکو کیا ہی تکرار — جو تمکو مین کہون سو تم کرو کار
کرون کیا او سمجھہ لاچار تھا مین — دل اندر ڈھکے چپ ہو کر رہا مین
دیا رسی کا ٹکڑا مجکو اوسدم — کہا مین جل مرون تو مار یو تم
دیکھو تم یا علی اوسکا بیان اب — اونے جب وار انگوٹھی پہ کیا تب
یکایک غیب سے اوسپر گری آگ — کہ اعضا اعضا جلبل ہو گیا خاک

قصہ تمیم انصاری

سلیمان نمبر

سلیمان کی انگوٹھی کو چرا نے | سو آیا تھا یہان مارا خدا نے
کہا مجکو انگوٹھی اسکی لو تم | یہ دیو اور پری پو نپر غالب رہو تم
انگوٹھی مجکو جا دو کی وہ دیکہہ | چلے جبریل مجکو باہر لیکر
کہا قبلہ کی جانب جاؤ تم اب | یہ کہکر آپ وہانسے اوڑ گئے تب

حکایت نہم از حکایات تمیم انصاری

غلامی تک یہان ہمت پکڑ جا | سخن کے محل پر تو جلد چڑہ جا
سخن کے گنج کی صندوق دے کھول | نکال اوسمین سے ہیرا تو ہمیول
تھوڑے تھوڑے عزیزانکی نذر کر | وگر شیطانکو مجلس سے بدر کر
تو بول ایسا یہ گوہر دار قصہ | کہ تھوڑا بہت پہنچے سب کو حصہ
نکالا ہو وے تو پی یک جام پانی | پیچھے کہہ قصہ کو تو ور معانی
وگر ہیمول مجلس مین بکھیر اب | حکایت نوین کا مذکور کر سب
عزیزان موتیان سون بھر کے کہولے | کہ پھر آگے غلامی قصہ بولے
تمیم انصاری بولے یا علی تب | سنو تو کیا گذرتی مجھپہ آ اب
مجھے جبریل نے جب راہ بتلائی | چلا جنگل کا کہا تا گہانس چلائی
چلا مدت تلک مین اوس جنگل مین | کہ عالیشان دیکہا پہر محل مین
محل روپیکے اینٹونسے بنا تھا | اونے جو نیکے گارے سے چنا تھا
گیا مین بول بسم اللہ محل مین | کہ یک لڑکیکو دیکہا خوش شکل مین

قصہ تمیم انصاری

سلیمان کے محل مین غل ہوا جو
لے آیا دیو جب اوس محل بہیتر
یہان جب جن رہی مجکو میری مان
تہے تابع اوسکے جتنے دیو پریان
کہا پہر یا علی لڑکی کو یوت مین
مجہے کہین راہ گہر جانے کی بتلاؤ
بولی لڑکی کہ ہی سو برس کی راہ
کہان پہنچونگا مین رہ سو برس پر
وہ لے گئی مجکو تب یک دیو کے پاس
ایسا وہ دیو تہا بدذات مردک
بولا وہ دیو تک ہین کا ملا ہون
جہان بہیجو وہان آنکہون سے جاؤن
غرض جیون تیون مین عرصہ ایک نکے
مجہے اوس دیو پر لڑکی کرا اسوار
سنو پہر یا علی اوس دیو کی بات
لگن پر جب چلا لیکر میرے تہین
بہت کرنے لگا سختی وہ بدذات

لے آیا تہا میری مان کو فدا ہو
مین نہی پورے دنون تب پیٹ اندر
میری مان مرگئی مجکو رکہی یہان
سو میرے حکم مین سب کر دیا تہان
کتی مدت سے سرگردان سو نہین
کہی لڑکی کہ میرے ساتہہ تم آؤ
یہ سنکر پہر مین مارا نعرہ آہ
مین گہبراؤن اسہی کے راہ اندر
نپٹ وہ دیو تہا پر خوف وسواس
کہ جو دیکہے وہ مر جاوے بلاشک
غرض بندہ تمہارے حکم کا ہون
تمہارے حکم سے کیون نہ پہراؤن
لیجاؤن گا مدینہ گہر مین ان کے
وداع ہو کر گئی وہ اپنے استہار
ہوا پر لے اوڑا مجہہ دیو بدذات
وہان جا کر کے مجکو ڈالدے کہین
ولیکن وہ انگوٹہی تہی میرے ہات

قصہ تمیم انصاری

قصہ تمیم انصاری

کر اس شیطانکو مجلس سے باہر — شتابی کر دے اس قصہ کو آخر

عزیزان سنتے سنتے تھک گئے اب — جواہر چنتے چنتے تھک گئے اب

عزیزان گر تمھارے پھرتے ہون سر — تو بس قصہ کتین بولینگے کل پھر

حکایت دسوین کو اب دوست سنیو — موتی تھورے بکھیرے سو تو چنیو

عزیزان اب ذرا گھبرائیو مت — رہی تھوڑی ہی اب باقی حکایت

تمیم انصاری بولے یا علی پھر — پہاڑ اوپر سے جس دم مین پڑا گر

ایسا بھاگا مین اوسکے ڈر سے گر کر — کہ یکہفتہ تلک دیکھا نہ پھر کر

سنو پھر یا علی اک اور عجائب — دیکھا اک محل مین قبلہ کیجانب

عظیم الشان مین دیکھا محل جب — گیا اوس محل کے نزدیک مین تب

محل پر نور کا باران تھا جاری — پڑا تھا قفل دروازیکو بھاری

دیکھا تو قفل پر ایسا لکھا تھا — کہ مولا لاشریک ہیگا اکیلا

رکھا مین بول بسم اللہ اوپر ہات — یکایک کھلگیا وہ قفل اسدہات

ادب سے مین چلا دروازے بھیتر — ہزاران کوٹھری دیکھی مین اندر

جواہر لعل و موتی سے بنی تھی — سونے روپیکی اینٹون سے چنی تھی

دیکھا وہان اک محل سب سے بڑا مین — سو تب اوس محل کے اندر گیا مین

عجب خوشبوی سے صحن و سقف تھا — عجب کچھ اوس مکان اوپر شرف تھا

کر دیکھا صحن مین اک خوان نعمت — وہر ایک گرم بھرکر تازہ قدرت

جو دیکھے تم جوانان لہو مین غلطان	سو اصحاب نبی ہینگے شہیدان
نبی کے ساتھ کفارون سے لڑ کر	شہادت نت پا ہوئے شہداے اکبر
سر شمشیر سے در استراحت	یہ اونکے یون ہینگے تا قیامت
یہ سنکر مین بہت حیرت رہا تب	کہ یہ کے کھیل سب بوجھے وہی رب
کہا پھر یا علی چارون کتین یون	کہ اب کین راہ تم بتلاؤن مجکون
سوارون نے مجھے اوس محل سے کار	کہے قبلہ کی جانب جاؤ ہشیار

حکایت یازدہم از حکایات تمیم انصاری رضی اللہ

غلامی بول خون آلودہ باتان	کہ ہون شیطان کے مرنکی گھاتان
میان دلسے شمشیر سخن کاڑ	یکایک دوڑ کر شیطان پر جھاڑ
کہ زخمی ہو کے اس مجلس سے بھاگے	سنا یارونکو قصہ پھ چلے آگے
حکایت گیارسوین اب ل ہنس ہنس	کہ تا مجلس منے زیادہ پڑے رس
عزیزان کھینچا قصہ نے عجب طول	حکایت بولتا ہون اب مین ہمول
یقین ہے تم بہی سنتے سنتے تھک گئے	پن اب میرے سخن بہی راہ لگ گئے
غلامی اب تیری بکوا کیتین چھوڑ	سخن کے شہد کے دے مرتبان چھوڑ
تمیم انصاری بولے یا علی پھر	سنو کیا مشکل آتی ہی میرے سر
چلا چند روز مین کیتک فرسنگ	کہ پھر اک باغ دیکھا خوب خوشرنگ
گیا مین باغ مین کر کے قوی دل	کہ دیکھا اک ولی اللہ کا مل

قصہ تمیم انصاری

مجھے

مجھے اوس شخص کا پھر ترس آیا
چڑھایا اوسکو مین نے با شفقت
لگا اوسکا ترس کھانیکو مین آپ
گھڑی اک دو بٹھایا مین نے اوسکو
کہا اونر سے وہ جو تھی آفتِ جان
یکایک انے دونو پانون لمائے
ایسے لپٹے کہ انکھیان تڑ تڑایان
مین تب کرنے لگا منت و زاری
کہا مین چھوڑ دے بندے خدا کے
کہون ای بہائی مین ہونگا مسلمان
میرے پر کودتا ہنستا وہ جاوے
وہان سے پانی پیکر پھر دوڑاوے
سدا اس باغ کے میوے وہ کھاکر
میرے پر کودے اور مجکو دوڑاوے
بہت کچھ مین کیا پن نہین چلا زور
کہان چھوٹے وہ میری بن لئے جان
کرون زاری تو مارے سر مین ٹولے

مین اوسکو اپنے کاندھے پر بٹھایا
مین کیا جانون کہ کیا ہوگی ملامت
وہان نیکی سو کرتے ہوگیا پاپ
کہا مین نے ابہی نیچے اونر تو
تھے اوسکے پاؤن دو چمڑیکے پنہان
میری گردنین لیکے خوب لپٹائے
میرے تن کی رگین سب پھول آیان
کہ اک ٹکی میری گردن مین ماری
تو مجکو کاٹ کھایا کچھ کھجا کے
تو وہ مین کاٹ کھاوے گردن و کان
مارے گردنین لگے اور دوڑاوے
جو تھک جاؤن تو پھر جھکڑ لگاوے
کہے پیخال میری گردن کے اوپر
جو نا دوڑون تو گردن کاٹ کھاوے
کہا مین نے خدا کیواسطے چھوڑ
کرونہین عاجزی اور رون اس آن
میری گردنین پڑگئی کئی پھپولے

قصہ نسیم انصاری

اگر

قصہ تمیم انصاری

اگر معلوم ہو تم ان سبھوں کو — تو چڑھتے چڑھتے ماریں سب تمھونکو
وگرنیں ہوتی ہے پھر یو نہیں خواری — گذر جاتی تمھاری عمر ساری
کرو اک کام تم پاوگے چھوٹک — گڑہا اس باغ میں کھودو تمھیں اک
تھوڑے انگور لے اسمیں سڑاو — وہ ملغوبہ بھی پھر اسکو کھلاو
یہ آپیں گر پڑیگا مست ہوکر — خلاصی پاوگے تم یوں مقرر
میں اسجا یا علی ویسا کیا کام — سڑائے انگور کیتک توڑ اس ٹھام
کھلاتے ہی گرا وہ مست ہوکر — میں بھاگا وہاں سے اپنے تنکو دبو کر
خدا کا شکر کر آگے چلا میں — ایسے میں پھر جوان سے جا ملا میں
دیکھوں تو ہے جوان مشغول لیے — کیا میں نے سلام اوسکو ادب سے
وہ بولا ای تمیم انصاری کہہ سب — کیا خوشیاں کرو گھر پاس ہے اب
کہا میں نے کہ کئی مدتوں سیں — مصیبت میں نپٹ غلطاں ہوں نیں
کہ گھر کی راہ نیں پاتا مجھے کہیں — کہیں رستہ لگادو تم میرے تیں
کہا اوس جوان نے مت کیا وکچھ غم — روانہ ہو و قبلہ کیطرف تم

حکایت دوازدہم از حکایات تمیم انصاری

غلامی بند مت کر لیو دہن کو — کھلا کر قفل در باغ سخن کو
زباں سے عطر کا چشمہ رواں کر — معطر بو سے مغز دوستاں کر
سخن کے باغ کا ٹک سیر کر کے — تھوڑے پھولوں سے جب کان بھر کے

یہاں کسو لیئے ہنستی ہی اسطور — بتاؤ مجکو یہ اسرار فی الفور
وہ پھر پاؤں نہیں بولی ہی اسجگہ — سنا آواز بازو سے یکایک
کہ ای انسان تو جاتا ہی یا نہین — بھی جلبل خاک ہو جاویگا تو کہین
سنا مین آواز پر ہیبت — گرا بیہوش ہوکر کہا کے دہشت
کیتنک دن بیخبر وہاں پڑ رہا مین — وہاں سے اوٹھکے پھر آکے چلا مین
دیکھو نہین باغ مین پھر یک مکان ہی — وہاں اک دودہ کا چشمہ رواں ہی
وہاں پھر بھی دیکھا وہ ہی جوانین — جو تھا دیوال کے پاؤں مکان مین

حکایت سیزدہم از حکایات تمیم انصاری

قصہ تمیم انصاری

عجایب اور غرایب جو دیکھے ہم — نہ دیکھے تھے کوئی اولاد آدم
کہا مین جو لکھا تقدیر مین ہوئے — نہین طاقت کسیکی جو لیے دہوے
مین پوچھا یا علی اُس جوانکو بات — کہ تم بتلاؤ یہ کیا ہی خیالات
تھے کون اس باغ مین ہنسکے پیارے — کہ مجکو پاس بھیجے تھے تمہارے
دویم ہنستی جو بڑھیا پھر کیا تھا — سیوم آواز پر ہیبت سو کیا تھا
چہارم نام اپنا مجھ کہو تم — کہ ایسے خوبصورت کون ہو تم
تمہین دیکھے سیرے رنج والم سب — گئے اور دل نہایت خوش ہوا اب
کہا مین سیر بعید و نہایت — نہ دیکھے ایسی مین کہین خوبصورت
کہ بولا یا علی وہ مجھ جوان سات — تمیم انصاری تم میری سنو بات

کہ یکدن حکم ربانی سے یکبار
گھٹا کالی فلک سے ہوئی نمودار

لگی بجلی کے چمکارے چمکنے
پون آندہی لگے بادل گرجنے

کہ ویسے مین یکایک کالا بادل
اوتر آیا وہین حضرت کے آگل

سلام آکر کیا حضرت خضر کو
پوچھا اے ابر برسینگا کہان تو

مین برسونگا مدینہ شہر اندر
بولا بادل سے حکم رب سے جاکر

خضر بولے مدینہ کا یہ انسان
تو اسکو گھر لیجا پہنچا اسی آن

تو اسکو اسکے انگنائی مین دہر کر
پیچھے تو برس اسکے سر کے اوپر

کہا بادل لیجاؤنگا بدل و جان
پھر اس بادل الٹیائی دم اسی آن

ہوئے حضرت خضر رخصت یہین سے
بٹھا کر مجکو اوس بادل کے دم مین

لے آیا مجکو ہی بادل یہان پر
اوتاری آکے انگنائی کے اندر

برسنے کو لگا پھر مجھپہ برسات
سنائی یا علی تمکو مین سب بات

علی بولے کہ اب بلواؤ نائی
تمیم انصاری کو دیوے صفائی

تمیم انصاری کی جب ہوئی حجامت
بہی اونکی بن گئی اصلی جو صورت

تمیم انصاری کی باتین سنے جب
بہی ساری خلق بھی حیرت ہوئی سب

تمیم انصاری آئے شکل میانے
سو تب حضرت عمر نے بھی پہچانے

تمیم انصاری کو صورت دلائی
تو اصحابی کو تب رخصت دلائی

تمیم انصاری گھر گئے ہوکے رخصت
لگے کرنے کو ہر دم عیش و عشرت

قصہ تمیم انصاری

میرا مولود ہی در شہر سورت | کیا کھمبات مین چند مدت سکونت
یہہ قصہ فارسی تھا نثر منقول | کیا مین اسکو ہندی نظم بے مول
تھی فرمائش جو کہتا بھائیکی یون | کہ تم ہندی کرو اس فارسی کون
جُدا لا کر دیا اسکی اصل کو | تتبع مین کیا ہندی نقل کو
بہت تاکید سعدالدین کی تھی | میان جعفر نے بھی کچھہ کم نہین کی
مین کی قصہ مین اسقاط او تاویل | خدا نے قفل دلکی کھولدی کل
مجھے قصہ کی کچھہ امید نہین تھی | ولیکن کچھہ مدد ہو گئی علی کی
سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ کے درمیان | تھی تاریخ چودھوین اور ماہ شعبان
مین نے کھمبات مین اسکو کیا تھا | بندھارونکی سو مسجد مین لکھا تھا
جمعہ کی صبح ٹھنڈ کی سرسری تھی | وہ مسجد دوستدارون سے بھری تھی
یہہ قصہ اسگھڑی پہنچا ہی آخر | پڑھے سب فاتحہ حضرت نبی پر
بیتان نوسو اوپر چالیس دو | ہوئین اس قصہ کے فی ابجد گن لو
ابھی قصہ یہان بس کر غلامی | درود ان پڑھہ محمد پر مدامی

تمام شد قصہ | شروع قصہ لیلی و مجنون کا | تمیم انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی بخش مجکو نور وحدت | کہ جاوے دل سے میرے سب کدورت

قصہ لیلی مجنون

قصہ لیلی و مجنون

کہا عورت نے شہ کو مجھ حمل ہے
سفر مین حاملہ کتنین حمل ہے

حمل کی بات جو عورت سنائی
رکھی عورت وہان کر کے جدائی

رہی باعث حمل کے جب وہ عورت
حمل کی ہوئی شہر کے بیچ شہرت

کہ ہے فرزند شہ کا اس شکم مین
ہوا مشہور سب روم اور عجم مین

تھوڑے دن بعد مین فرزند آیا
نجومی کو اونے جلدی بلایا

یہہ ساعت نیک ہے یا بد شتاو
رکھین کیا نام اسکا تم بتاو

شتابی تب نجومی نے کہا یون
سچی ہے بات جو کہتا ہون تمکون

آیا ہے نیک ساعت مین یہہ پیارا
یہہ ہوگا جگ مین روشن جون ستارا

اسم تو قیس رکھہ تابع ہو رہیو
لقب اسکا تمہین مجنون کہیو

مین اوسکے طالع نامہ بیچ دیکھا
دیوانہ ہوکے یہہ جگ مین پھریگا

رکھو اسواسطے تم نام مجنون
کہ آخر کو یہہ ہووے گا سو مجنون

لقب مجنون اسم ہے قیس مشہور
عجب اوسکا سنو ہے خوب مذکور

ہوا جب پانچ برس کا وہ مجنون
کہا مان نے اسے پڑھنے کو بھیجون

بیچا مکتب مین تب مجنونکو چھوڑی
کہی اوستاد سے اور ہاتھ جوڑی

کہ اس فرزند کو میرے پڑھاو
غلام اپنا سمجھ اسکو سکھاو

یہہ باتین کہہ کیا اوسکے حوالے
آئی اپنے مکان وہان سے رضا لے

لگا مجنون معلم پاس پڑھنے
اہل مجلس لگے اوس پیار کرنے

قصہ لیلی و مجنون

کہا قاضی کو مجنون نے بھی آکر دیا نام و نشان اپنا جتا کر

کہین اک آدمی آکر ملا رے اونے مجنون کتئین یونکہ کہا رے

کہا وہ مرد سُن مجنون دیوانا بتاؤن تجکو لیلی کا ٹھکانا

عجب وہ نازنین نازک بدن ہی نہین اوسکے گویا ڈوڑ عدن ہی

پری ہی اور میان اوسکی کمر ہی ملک ہی یا کہ وہ جن و بشر ہی

وہ قاضی کی ہی دختر نام لیلی مصر کے شہر مین جسکی حویلی

یہ سُن مجنون مصر کیتین چلا رے تھوڑے دنمین مصر کو جا ملا رے

کرونگا کسطرح مین اونکو راضی مین کیا ہدیہ لیجاؤن پیش قاضی

دھتورا آکرا ایرنڈ کے دوٹے تھورا اور لیمڑے کر بیل توڑے

لیسے جھاڑونکے پتے ساتھ لیکر ہوا داخل سو مجنون مصر اندر

کہ پیچھے مصر کے عاشق دیوانے برہ کی آگ کو گئے تھے بجھانے

مصر مین پہنچکر ہوگئے سو راضی کہان رہتا بتا و شہر قاضی

گیا قاضی کنے مجنون دیوانا وہ بیٹھا روبرو ہوکر سیانا

رکھا وے پات جا قاضی کے آگے نہ دیکھے تھے کسی نے نا چکھے تھے

وے پتے بانٹے اوس مجلس کے اندر تبرک کرکے بھیجے محل اندر

محل مین بانٹ کر دے سب نے کھائے عجب ہین خوب پتے کنے لائے

دیا پتا وہان لیلی کو لیکر انھین کھایا محبت سے پکڑ کر

چکھا جسوقت لیلی نے یہ بیڑا اسی بیڑے نے دل لیلی کا پھیرا

قصہ لیلی و مجنون

ہے مجنون کی ملن کی بات یونکر — لکھا ہے راویون نے بہت نادر

ملے آخر ہین مجنون لیلی سن بات — بہت ہین مختلف اسمین روایات

دیگر راوی نے سُن یونکی روایت — کہا اسطور قصہ پُر ملاحت

کہ تپتے جب وے لیلی نے کئے نوش — محبت ہین اوڑے لیلی کے تب ہوش

یہان سے پھر تجھے معلوم ہوگا — حکایت ہے سو تو آگے پڑھیگا

سیوم راوی نے ہے ایسی روایت — سورہ حٰم کی کرتا تلاوت

انا انزلناہ فی لیلہ پڑھا جب — اسی آیت کو لیلی نے مناتب

یہہ میرا نام لیتا در تلاوت — مجھے ہے یاد کرتا بے تفاوت

یہہ سنتے ہی ہوئی لیلی کو محبت — کری مجنون سے لیلی بہت الفت

کہا لیلی نے جا درشن دکھاون — ملو نہین جاکے یا اس کو بلاؤن

فکر کرتی تھی اپنے دل ہین لیلی — ملون مجنون سے جاکب ہین اکیلی

ملون دن کو ویا شب کو اسی سے — رکھی دلمین نہین بولی کسی سے

حکم ایسے ہین قاضی نے کیا یون — محل کے بیچ اب تو جاے مجنون

کہا قاضی نے جا تو محل اندر — چلا مجنون محل ہین شکر کر کر

گیا جب محل اندر وہ خوشی سے — نہ بولا محل ہین مجنون کسی سے

مگر لیلی کے تئین وہ دیکھ ہنستے — اوسی خاطر محل کے بیچ بستے

بسی مجنون کے دلمین آکے لیلی — ملی لیلی کہین اوسکو اکیلی

قصہ لیلی و مجنون

کہی لیلی کہ ای جانی دیوانا | نہو نادان تو ہو جا سیانا
تمہارے پاؤن پر مین سر رکھونگی | ای مجنون جو کہو گے سو کرونگی
میری جان تمپہ مین قربان کرونگی | مین کعبہ جا نکر پھیرے پھرونگی
تجھے آسودگی کے دے کے بوسے | چھونگی مین تمہارے لب کے خوشے
جدائی تمسے ہرگز نین کرونگی | کیا جو قول اس سے نین پھرونگی
سخن مجنون نے سنکر آنکھ کھولی | لگو میرے گلے سے آکے لیلی
گلے مجکو لگا لیلی پیاری | میرے دلکو یہی نت انتظاری
گلے لگ کر سو مجنون شاد ہو گئے | وے غم مجنون کے سب باد سو گئے
ملین مجنون و لیلی ہر رین کو | سنا لیلی نے مجنون کی سخن کو
پڑھیں قرآن مل مجنون و لیلی | نہ بوجھے بات کوئی اندر حویلی
کنیزک ایک جاگی رات اندر | اوسے آواز آیا کان اندر
دیکھی احوال سارا وہ سہیلی | خیانت پا گئی اندر حویلی
کبھی روتی کبھی ہنستی ہے لیلی | بیٹھے باہم دیگر اندر حویلی
عشق ظاہر ہوا اندر حویلی | ہوئی مجنون اوپر لیلی ہے گیلی
یہ گھر قاضی کا مجنون نے سو پارا | اپس کے دل منے کچھ نین بیچارا
کنیزک رات دیگر مین بھی جاگی | اوسیکی آنکھ سے تو نیند بھاگی
اوٹھی وہ رات آدھی کو سہیلی | دیکھون تو آج کیا کرتی ہے لیلی

قصہ لیلی و مجنون

کہو اوسکو تو یہہ شربت کو پیجا — تیرے معشوق کا ہیگا سو بھیجا

پیا مجنون نے خوش ہو کہ وہ شربت — بسا اِس جام سے پایا وہ لذت

کہا مجنون کہ لاؤ اور پانی — کہ آب بہشت کی جسمین نشانی

پوچھا قاضی کہ ہے یہہ صاف عاشق — کہ سارے عاشقون پر ہے یہہ فایق

جو جانا ہین نے سو تو کچھ ہوا نہین — زہر قاتل سے مجنون تو موا نہین

کیا نہین زہر نے اسکو اثر کچھ — کہ وہ نہین اب جدائی کا فکر کچھ

اگر دونو نہین ہو جاوے جدائی — رہے عزت بھی مٹجاوے بُرائی

بہانہ قحط کا ہین کچھ لگاؤن — کسی ڈھب سے ہین لیلی کو چھپاؤن

فکر کرکے کیا وہ ایسے فن کو — جدائی کے لئے چھوڑا وطن کو

کیا قاضی نے اپنی کارسازی — کیا وہ عاشقون سے جعلہ بازی

نہین محبت انھونکی آجکل سے — لیلی مجنون کی ہے روز ازل سے

فکر قاضی نے کی چھوڑون مصر کو — تھوڑے دن جا رہون دیگر شہر کو

مصر سے وہ چلا لیلی کو لیکر — جدا مجنون سے کر مجنون کا دلبر

مسافر ہو کہا وہ شہر قاضی — کہ اس مجنون کو کرنا ہو نہین راضی

چلا وہ چھوڑکر حجرے حویلی — نچھوڑا محل مین کوئی یک سہیلی

گیا جب چھوڑ وہ قاضی مصر کو — کیا ظاہر اونے اپنے ہنر کو

چھپا مجنون سے لیلی پیچلا ہے — برہ کی آگ مین مجنون جلا ہے

قصہ لیلیٰ و مجنون

سنو بارِ دگر لیلیٰ ہی بولی — زبان کو مین نے ہولا چار کھولی
ہوئی سب تن بدن مین میرے ہولی — لگائی باپ نے مجھہ دلمین گولی
نہ لانا کچھہ وہم تم اپنے دل مین — یہان رہنا ملونگی تھوڑے دنمین
دیا مجنون کو لیلیٰ نے دلاسا — فکر مت کر خدا بر لائے آسا
تھوڑے دنمین ملونگی آکے تجھہ سے — بھرے تھے چشم ان دونون نے غم سے
کہا مجنون نے سن لیلیٰ پیاری — لگے آگ میرے ہی انتظاری
گلے سے جب لگی مجنون کے لیلیٰ — ہوئے معشوق و عاشق دونو بیلی
لگا آنکھون سے اونکی آب چلنے — لگے ساتون سما اوس وقت پھٹنے
کہا مجنون نے ای معشوق لیلیٰ — ملیگی کب مجھے اب تو اکیلی
مجھے تو کب ملے معشوق میرا — نکل کر جائیگا اب جیو سو میرا
لگا تب آہ کر مجنون سو رووے — پچھاڑین کھا کے اپنی جان کھووے
جدائی کی اگن سو کب بجھے ہی — مگر جب یار اوسکا آملے ہی
ای عبد اللہ چل اب اس مکان سے — لکھون لیلیٰ و مجنون کے بیان سے
کہی مجنون نے لیلیٰ کو زبان سے — نیاز و راز سب اوس دلربا سے
بلا سے ہم مرین تم مرنے دیجین — وہم میرا نہ کریو تم سو دل مین
ای لیلیٰ اب تجھے سونپا خدا کون — نپوچھو ایکدم تم سے جدا ہون
تیری تصویر کا نقش دل مین — بسی تو آنکہ میرے بدن مین

ہوا تب قاصد قاضی مصر کو — چلو جا کر رہین اپنے نگر کو
وہ قاضی پھر مصر کے بیچ آیا — تو سن لیلی نے مجنون وہان نہ پایا
حویلی آ کے جب دیکھی ہی خالی — گئی او سوقت سب لیلی کی لالی
کہان ڈھونڈھون مین تجکو یار مجنون — ہوا غم دلمین تیرا میرے افزون
اے مجنون یار مجنون یار مجنون — گیا دلمین پھر آ کر کیا را کہون
تو مجکو کر گیا ہیگا دیوانی — مین چھوڑی تجھ بنا کھانا و پانی
مجھے نین نیند کچھ تیرے سوا ہی — کسیکی بات میرا دل نہ چاہے
نہ خوش لگتے مجھے یہہ باپ و مائی — پسند آتی نہین کسکی سگائی
برے لگتے مجھے یہہ بہن بھائی — ترک دل نے کیا دائی دوائی
بیا تیرے سوا اس دل نے بیراگ — لگائی زیور و پوشاک کو آگ
مین تیرے ہاتھ اے مجنون بکائی — گلے سیلی و الفی مین سلائی
تیرا یہہ درد و غم کسکو کہونگی — تیرے اس درد سے ہر دم مرونگی
یہہ درد و غم سنو اسپر گذرتے — کہ جون دریا مین موج موج چڑھاتے
کہے لیلی مجھے مجنون بتاؤ — جنگل مجنون کا چلکر مجھے بتاؤ
مین اوس جنگل مئین جا کر بسونگی — جہان مجنون رہا جا کر رہونگی
مین نے لیلی کے دکھ سب کہہ سنائے — غرض قصہ مئین جو مجکو آئے
مین دیگر بات بھی تمکو سناؤن — نمک گھائل کلیجے پہ لگاؤن

قصہ لیلی و مجنون

قصہ لیلی و مجنون

میرا محبوب مجکو کہہ گیا ہے
اسی جا پہ مجھے وہ رکھ گیا ہے

خوشی سے وہ کھڑا تھا اس جنگل مین
کہ وہ لیلی کو چاہتا اپنے دل مین

خدایا اب مجھے لیلی دکھا دے
برہ کی آگ اب میری بجھا دے

لیلی مجنون تو ظاہر مین جدے تھے
ولے باطن مین وے دونون سو ایک تھے

جدے مت بول تو لیلی و مجنون
حقیقت مین تھے وے سو ایک دونون

سخن راوی سے یون مین نے سنا ہے
اوسی موجب بیان مین نے لکھا ہے

سنو وہ بات جو پیارو نشہ ہے
سنو ایکروز کا بہائیو ذکر ہے

فصد یک روز وہ لیلی لگائی
سو وہ رگ قیس کا بھی خون لائی

لہو تھا اوسے مجنونکے جاری
کھلائی ہے فصد لیلی پیاری

تھی یکدن یاد مین مجنونکے لیلی
کہ کیون آویگا مجنون در حویلی

اوسے اوس یاد کا چبتا ہے کانٹا
یکایک آ اوسے پچھنے کاٹا

کہا لیلی نے پچھنے کو پہر اکر
میرے اس حال پر کچھ تو رحم کر

طمانچہ تیز سے اسکو لگائی
وہ پچھنے کو زمین اوپر گرائی

خدا کا خوف رکھ کچھ اپنے دلپر
نمک تو نے لگایا ہے زخم اوپر

جبھی مارا تھا لیلی نے وہ پچھنے
طمانچہ آلگا مجنون کے تن پہ

تو سن کہتا ہون پھر احوال مجنون
کہون قصہ سنو باور و افزون

کہ جھٹ لگی خاک تھی مجنونکے تن پہ
اوگے کی جھاڑ بھی اسجاگے اوپہ

بلانے بھیس درخت کا بنایا — ڈرانے کو یہہ ہو نظر آیا
اسی سے بچکے کب جاونگا گھر کو — کہا دل کو کہ بیلے توڑ کھاؤ
نیچے اوس جھاڑ کے بیلے بھرے تھے — کہ بیلونکے تلے مجنون کھڑے تھے
اونے اوسجا سے جو بیلے کھائے — لکڑہارے کو مجنون نظر آئے
مرد یہہ سوکھہ لکڑی کیون ہوا ہے — یہہ لکڑون بیچ لکڑی کیون ہوا ہے
نہ ہلکے ہاتھہ اور پاؤن سے چلتے — نپایا ہوش لیکن ہونٹھہ ہلتے
گیا نزدیک وہ آواز سننے — ڈرو مرجان اوسکے لب سے چننے
ہوا نزدیک جو دیکھا ادب سے — اسم لیلی نکلتا اوسکے لب سے
وہ تب سمجھا کہ یہہ مجنون دیوانا — لیلی کے نام کو سنکر پہچانا
لکڑہارا گیا جب اپنے گھر مین — کیا جا بات یہہ اپنے نگر مین
لکڑہارے نے عورت کو کہا جا — کہ جاکر بات یہہ لیلی کو سمجھا
تو جا لیلی کو اب یون کر سناؤ — کہو سب بات ظاہر نا چھپاؤ
لکڑہاری کی عورت گئی محل مین — کہی لیلی کو رکھہ مجھہ بات دلمین
کہ جسکو رات دن تو ڈھونڈھتی ہے — خبر جسکی تو ہر دم پوچھتی ہے
مین اوسکی لے خبر تجھہ پاس آئی — میرے شوہر نے سچی ہی سنائی
میرا خاوند اوسے ہی دیکھہ آیا — جو مجنون ہے تیرے دلمین سمایا
تیرے ہی نام کا ہے ورد اوسکو — تیرا لیلی بڑا ہے درد اوسکو

قصہ لیلی و مجنون

کیا تو نے مجھے بھی غم سے آزاد — رکھے ہر دم خدا تجکو بھی دلشاد

بزان اوسکو کہا لیلی نے یونکر — چلو جاوین سو مجنون ہی جہانپر

وہان سے نیم شب لیلی ہے نکلی — ترک کر رات کو چھوڑی حویلی

گئی لیلی جہان مجنون کھڑا تھا — کہ لیلی نے جہان اونکو رکھا تھا

سُنی تھی جو اُنے اونکی زبانی — رکھی تھی یاد جنگل کی نشانی

اُسے تب دیکھہ وہ لیلی پکاری — چشم کھولو تمن پہ جان واری

دیکھی لیلی کو سوکھا ہی وہ مجنون — گئی وہ سوکھہ لیلی دیکھہ مجنون

بدن لیلی کا سوکھا اسگھڑی مین — بلا مجنون کے سر اوپہ دھری مین

میرے کارن بدن اپنا سکھایا — کرون کیا اب دوا اسکی خدایا

اسی افسوس مین گئی سوکھہ لیلی — پکاری روئی ہوگئی سوکھہ لیلی

سُنا مجنون نے جب آوازہ لیلی — سوتب آنکھہ مجنون نے ہی کھولی

نظر مجنون کی لیلی پہ پڑی جب — کہا مجنون نے لیلی کیون چھڑی اب

ایسی لاغر ہوئی کیون ایکدم مین — کرونمین جان قربان آقدم مین

تصدق جان تجھہ اوپر کرونمین — تیرے بدلے بلا لیکر مرون مین

وہ مجنون مرگیا یہہ بات کہکر — بزان لیلی گری اوسکے قدم پر

گلے مجنون نہ مین تجھکو لگائی — تجھے مین ڈھونڈھتی جنگل مین آئی

نہ کی کچھہ بات مجنون کیا ہوا رے — میرے کارن تو دنیا سے گیا رے

[illegible]

اوسے دیکھا کسی نے خواب اندر
ای مجنون بات کس مین تھے پوچھون
حقیقت موت تیری کیا ہی پوچھون
مجھے یکبار تو کیسی ہی تھی
تھی لیلی یاد دیا سے تی تھی
کہا مجنون نے یون اسکو ہم
میری بازو مین تھی لیلی کی باربر

قصہ لیلی و مجنون

قسم تجکو زلف کے بال کی ہی — قسم تجکو سو تیرے خال کی ہی
قسم تجھ کان کی سُن کان دھر کر — قسم تجکو سو بینی کی سراسر
قسم تجھ لب کی و زنخدا کی قسم ہی — تجھے دندان تیرے کی قسم ہی
ہزاران قسم گرچہ کوئی دیوے — جواب ہرگز موا اوسکو ندیوے
اگرچہ قسم سے جیتا ہو جاوے — تو سارا ملک قسمون سے جلاوے
عجب قسمونکی کرتا ہی تو تکرار — تو کر قاضی جنازہ ہوکے تیار
کرے کیا درد والا رہ سکے نین — یو نہین بوجھو موا تو کب جیا نین
ای عبداللہ قسمان کب تک لکھیگا — موا سو جیو تا ہرگز نہ ہو گا
کیا مادر نے اوسکی چاک پشواز — سنونگی کب میری بیٹی کا آواز
کھلے سر ہو پکاری وہان سہیلی — کہ ہمسے کب ملیگی آکے لیلی
سنو مجنون و لیلی ایک ہو گئے — کہ جیسے دودھ اور شکر سے ملگئے
جیسا مجنون نے اپنا جی دیا رے — دیکھو معشوق لیلی کو پیارے
مرد مجنون سا مین نے کہین نپایا — کسی عورت پہ نین لیلی کا سایا
عشق اب سنکے کرتے مرد عورت — ولیکن عشق کے پانے کو مدت
سنو اب عورتو نہین کچھ وفا نہین — وفا نہین ہی وفا نہین ہی وفا نہین
ہزاران چھند ہین سُن عورتو نہین — ہزاران کید مین سُن عورتو نہین
زبان پر جھوٹ اور دلمین دغا پر — دغا پر عورتین بوجھو سراسر

[illegible]

قصہ لیلی و مجنون

اے مجنون حکم حق آیا ہی ایسا — تجھے خالق نے درگہ مین بلایا
کہا ہین نے ملک کو یون پھر اکر — کہ تو لیلی کی آ صورت بنا کر
تبھی نکلے بدن سے جیو میرا — ترت ہو جائیگا تب کام تیرا
مین لیلی دیکھکر پھر جیو دونگا — قسم ہی جو کہو گے سو کرونگا
قسم مجکو ہی لیلی کی چشم کی — قسم مجکو ہی لیلی کے جسم کی
قسم کھائی ہین جب آگے ملک کے — ملک بولا تبھی ایسا فلک کے
کہا اب مین رضا لاؤن خدا کی — کہونگا حق کو یون کہتا ہی خاکی
ملک لیکر رضا جھپے گیا ہی — میرے خالق کو جا یونکر کہا ہی
سبھی تو جانتا ہی اے میر مالک — سبھو نکے دلکا تو ہیگا سو مالک
کہا مجنون نے وہ تو جانتا ہی — دلونکے بھید کو پہچانتا ہی
حکم رب نے کیا پھر اوس ملک کو ن — پکڑ جا شکل لیلی پیش مجنون
میرا ایہہ دوست ہی مین دوست اسکا — تو کر اسواسطے چاہا سو اس کا
کہے جو کچھ تجھے اس ہی طور کریو — تو میرے دوست کو جا فرح کریو
فرشتہ بعد ساعت کے جو آیا — وہ لیلی کی بنا صورت دکھایا
اونے پیغام یون آکر سنایا — کرے رب عاشقونکے دلکا چاہا
حکم رب کا مین لیکے آیا ہون تجھ کن — چلو تم ساتھ میرے اب سو رب کن
تجھے لیلی کا جب چہرہ دکھایا — دیا مین جیو اور مقصد کو پایا

تو عاشق ہوکے کر رب پہ بھروسا — لکھا قصہ کے اندر مین نے جب

جو دانہ عشق کا خوش ہوکے کھاوے — وہی آدم صفی اللہ کہاوے

ڈوبے جو عشق کے دریا کے اندر — نجی اللہ کہین اسکو سراسر

عشق کی آگ مین بیٹھے جو جا کر — خلیل اللہ کہاوے دوست اکبر

رکھے جو عشق کا خنجر گلے پہ — ذبیح اللہ بولین اوسکو اکثر

جو آرہ عشق کا کھیگا سر پہ — زکریا وہ ہوجاوے فلک پہ

جو تیغ عشق سے گردن کٹاوے — وہی یحییٰ خلق اندر کہلاوے

رہے جو عشق کی مچھلی کے اندر — کہینگے سب اُسے یونس برابر

عشق کے مرض جو کھینچے جہانمین — ہووے ایوب وہ ساتون سمامین

کرے جو چاہ مین اِستاد اپنا — کہین یوسف وسے اوستاد اپنا

پڑھے عابد اگر قصہ ہمارا — تو مٹجاے سبھی دلکا اندھارا

قصہ پڑھنے ہی وہ عاشق ہوجاوے — مثل مجنون کے وہ مجنون کہاوے

وتسبیح توڑکر دانے کو وارے — ترک دنیا کو کر کُرتے کو پھاڑے

پٹک ڈالے کتابون کو بغل سے — وہ دنیا دین کے گذرے شغل سے

وصیت ترک کر چھوڑے تلاوت — کہ جسکو عشق کی پہنچے طراوت

وہ جاوے بھولکر نظم و نثر کو — جو کوئی پاوے محبت کے اثر کو

ای عبد اللہ عشق کعبہ ہے تیرا — یہی اسود یہی زم زم ہے تیرا

قصہ لیلی و مجنون

محمد کی جو امت ہے اونھوں کو — لیجا جنت بین تو مولا سبھو نکو
یقین لاتقنطوا تو نے کہا ہے — رکھو امید بخشش کی کہا ہے
اول آسان کر تو سبکی سکرات — یہی درگہ مین ہے میری مناجات
یہہ عبداللہ کی سن تو مناجات — طفیل حضرت صاحب کرامات
قبر مین روشنی کر مثل مہتاب — طفیل چار یاران آل و اصحاب
کرین پرسش جہان منکر نکیران — جواب باصواب آوے اوسی آن
حشر کا روز جب ہو ویگا اظہار — رحم کر سب کے اوپر تو اے غفار
رہے تو پلصراط اوپر مددگار — فضل تیرا وہان ہووے مددگار
ہووے میزان کا جب شور او رشار — وہان تو لاج میری رکھہ ایغفار
مجھے سب گھاٹیون سے پار کر کر — دلاوے بہشت تو مجکو عطا کر
میرے سے ہے خطا تجھہ سے عطا ہے — سراسر آدمی تو پر خطا ہے

الانسان مرکب مع الخطاء والنسیان

میرے دادے نے کیا ایک گنہ جب — حکم آیا نکل تو بہشت سے اب
اول اون نے صفی کا نام پایا — حکم قدسیون کے تئین سجدہ کا آیا
خلافت کا اسی کو تاج بخشا — تخت تو صدر جنت کا تو بخشا
ہوئی جب اک نافرمانی انھون سے — کیا خارج اوسے جنت برین سے
یہان دم مارنیکی جا نہین ہے — کرے گر فضل تو کچھہ ڈر نہین ہے

قصہ لیلی و مجنون

عدل کر تو میرے پہ یا الٰہی
فضل نہین چاہتا تجھسے الٰہی

یہی ہی عدل میرا سن ای کامل
نہین تجھ پہ ظلم ہیگا ای فاضل

جتا سو یا تھا تو پتھر کے اوپر
اتار ہیتے تو دے چھاتی کے اوپر

عرض یونکی سواس بزرگنے برحق
کہ ہیگا جن و انسان کا تو خالق

فضل درکار ہی تیرا ای غفار
کہ مین بندہ سو تیرا ہون گنہگار

بخش تقصیر کو میرے سراسر
اوٹھا سینہ سے میرے تو یہہ پتھر

فضل کرکے خدانے تب اوتارا
ہوا یہہ فضل حق کا آشکارا

فضل مانگو ہمیشہ تم خدا سے
رہو تابع محمد مصطفیٰ کے

کہ بے پروا خدا ہی یار جانی
کہ یہہ ہی بات اوسکی سن بیانی

بزبان اک دوسری بھی یاد آئی
موافق اوسکے بھی دلشاد آئی

سنا راوی سے یون ہین روایتے
کہی مجھسے اونے ایسی حکایت

محمد ایکدن تھے گھر مین بیٹھے
صدیقہ عایشہ کے بر مین لیٹے

عرض خدمت مین بی بی نے کیا یو
کہ یا حضرت کہو یہہ بات مجکو

سناؤ حق جو بے پروا ہی بالا
بتاؤ مجھکو معنی ہمیشا لا

کہا حضرت نے تم پوچھو نہ بی بی
یہہ معنی ہونگے اوٹھیگی تب بات قلبی

بجد ہوکے حضرت نے یون بولے
زبان پاک سے یہہ حرف کھولے

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

قصہ لیلی و مجنون

ہوئی قصہ کی اب یہان ہے تمامی — کرو تم عاشقونکی سب خدامی

یہن عبد اللہ واعظ ابن اسحاق — خدایا بھیج میرے غم کا تریاق

شروع قصہ کیا دسوین صفر کو — وہ دن تھا پیر کا وقت ظہر کو

ختم دسوین ربیع اول کیا ہی — گیارہ سو چھنون اندر لکھا ہی

ربیع اول کے سن تو ماہ اندر — وقت تھا ظہر کا دن شنبہ خوشتر

مہینے ایک مین قصہ لکھا ہی — شنو سو تمین یہہ قصہ بنا ہی

شروع قصہ کیا گونڈل کے اندر — اوسے پورا کیا دھوراجی بھیتر

بھیجو یارو درودان تم ہزاران — نبی پر آل پر اور چار یاران

خدا کا قہر ہو اوس روسیہ پر — کہ جو اصحاب احمد کا ہی منکر

کہو کلمہ نبی کا پاؤ جنت — ملے تمکو امان روز قیامت

تمام ہوا قصہ لیلی ومجنون کا

شروع قصہ چور وقاضی صاحب کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد اول خدا پاک کا — کرن ہار صاحب جو افلاک کا

نہین غیر اسکے کوئی کردگار — کیا جسنے دونون جہان آشکار

وہ خالق ہی قادر آپ اختیار — وہ ہی سارے عالم کا پروردگار

ملک اور فلک اور زمین آسمان — رکھا اوسا اوپر عرش وکرسی عیان

قصہ چور وقاضی

امیرون

امیر ونکے صدیق ہینگے امیر — سعادت ولایت شرافت پذیر
مشرف مکرم معظم ہین وے — مقرب مظفر نبی نور سے
ابابکر اونکا ہی روشن خطاب — نبی کے ہین اصحاب عالیجناب
عمر سرور دین عادل تمام — وے ہین پیر پیران امام انام
اور سرور ہین فاروق اونکا لقب — وہ فیاض فیروز والا نسب
عدالت مین مشہور از مہر و ماہ — وے کشورستان تھے فضیلت پناہ
حیا کی وہ معدن کے عثمان ہین در — محبت نبی سے لتھے بہرہ ور
نبی کی دو دختر ہین خیر النواز — لتھے راز واقف دو عالم نواز
علی شاہ مردان دلدل سوار — اتھا فتح کا ہاتھ مین ذو الفقار
علی شاہ مردان صفدر سدا — ہوا غیب سے اونکو حیدر ندا
نبی کے وہ داماد تھے شہسوار — کئے کفر بنیاد کو خوار زار
رہے چار یارون سے راضی خدا — الٰہی بخش نور تیرا سدا
کرون مدح اب مین بڑے پیر کا — قدم اونکا سایہ ہی مجھ پہ سدا
محی الدین انکا ہی روشن لقب — بنہ رگی انھون کو دیا آپ رب
محمد جو معراج کو جب سدھائے — سناہون استھار پہ کام آئے
مین کیونکر نہ انپر سے قربان جاؤن — کہ تھا بیٹھ جھکی پہ حضرت کا پاؤن
اوتر بارے حضرت اسی ٹھار پہ — مناجات مانگے ہین رب پاس ایہہ

احادیث آیات سے ہی بیان | تمن پہ عزیزان کرونمین عیان
حکایت لکھا ہون بہت بے بدل | سو اسکو مین لکھتا ہون در نول
تھا مشہور اسکا سو ہارون نام | ہمیشہ کرے راج با فرح تام
زمانہ مین قاضی تھا اسکے سو ایک | شریعت پناہ تھا بہت وہ بھی نیک
تھا ہر اک علم مین وہ روشن ضمیر | عبادت قناعت مین تھا بینظیر
محی الدین قاضی کا شن نام تھا | سبھی خلق کو اوس سے آرام تھا
شرع دین تھا با پکا اسکے نام | شرع دین کرتا بیان صبح و شام
کہ یکرات کھولا انے یک کتاب | مطالع جو کرہ دیکھتا اسکے باب
کہ یون دیکھتا ہی لکھا ایک ٹھار | نبی نے کہی ہی خبر نامدار
اخ الموت ہی نوم بولے نبی | یہہ سُن آنگ قاضی کا لرزا سبھی
بھی دیکھا ہی قاضی نے دیگر مقام | حدیث پڑھکے بولے نبی والسلام
کہ ہی موت کا بہائی غفلت کو جان | سُنا اور قاضی پکڑا اپنے کان
کہا یون نبی نے حبیب الصلوٰۃ | کہے فی الجنان ہی وہ بستان کی بات

اَحَبُّ الصَّلٰوۃ فِی الْجِنَانِ وَالْبُسْتَان

ای لوگو کرو باغ مین تم نماز | کرے لطف تم پہ خدا کارساز
وہ قاضی شریعت مین تھا پر ہنر | کیا ترک سونیکو اپنے اوپر
اسی طور دل صحیح نیت پکڑ | غسل کرہ بدن کو کیا پاک تر

قصہ چور و قاضی

قصہ چور و قاضی

خرابی سے آگر کرے مجھ پہ زور — یکایک مچایا وہ میرے پہ وہ شور
اسی فکر مین ہو کے نکلا بہار — اندھار مین چلتا تھا بے اختیار
قضارا اوسی رہ چھپا ایک چور — وہ بیچارا قاضی کو دیکھ اسکا طور
کہا چور دین مجھے اب ہی لاب — لٹون کپڑے قاضی کے اب مین شتاب
یکایک جو قاضی گیا اوسکے ٹھوڑ — اوٹھا کھینچ تلوار عیار چور
پکارا وہ قاضی کو تب شور کر — کھڑا رہ اسی جا ہے جاتا کدھر
وہ قاضی بیچارا ہوا در خطر — لگا دیکھنے چور پہ کر نظر
کہا اوسکو ای چور عیار تو — تو پکڑا ہی کیا ہاتھ مین کار تو
خدا کی نہ دہشت نہین کچھ ترس — دنیا کا لگا ہی بہت تجھ حرص
تو تلوار ننگی کھڑا ہی پکڑ — تو آیا ہی دل سخت ہو کھینچکر
تو ایمان اس فعل پہ کھوئیگا — تیرا حال عقبی مین کیا ہوئیگا
لگا بولنے چور قاضی سنگات — ای قاضی سنو تم میری ایک بات
اگر خوف رب کا نہوتا مجھے — اسی تیغ سے مارتا مین تجھے
ای قاضی دے کپڑے تیرے یہہ نکال — غرض ہی مجھے دستار بی نکال
یہہ سن بات قاضی کہا اوسکو پھر — چو کارا مین گھر کو جاتا ہون
مجھے چھوڑ ای چور تا گھر کو جاوں — دگر بار ہرگز نہ اس رہ پہ آؤن
سراسر خطا مین کیا ہون انال — خدا واسطے چھوڑ میرا خیال

قصہ چور و قاضی

نہین ایسی آیات سے تجھ خبر
تو کسطور کہو یا ہی اپنی عمر

او قاضی لگا کہنے یون چور سات
وہ کیسی ہی آیت کہو مجکو بات

اوّل ہی انا زیّنا کو تو مان
کواکب وحفظا یقین سے تو جان

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ

یہہ آیت دویم کے تو معنی ہین
بروجًا وزینا ها للنّاظرین

بھی والشمس والقمر اور والنجوم
مسخرات بامرہ دہر اسمین فہوم

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ

ہی والشمس تجری چہارم کہا
تو سُن کان دھر مستقر تہا

پنجم لا یعلمون کا ہیگا جواب
عدد السنین آئی ہی والحساب

ششم لا الشمس ینبغی سن نجے کہا
بھی ان تدرک القمر ہفتم کہا

ہشتم والسمائے ذات البروج
گر اپنے بدن سے تو کپڑے خروج

اس آیات سے تجکو انکار ہے
جہا نمین تجھے کون قاضی کہے

قاضی نے یہہ آیت سنی چور سے
ہوا بہت حیران پہچان سے

وہ عاجز ہوا بہت اور لاجواب
لرزنے لگا دل مین وہ بیحساب

کہا دلمین قاضی سنو ایک بات
لے کام کیا آیتون کے ہی سات

بزان یون کہا سن تو عیار چور
کہ چور مین رکھتا بہت ہی تو زور

نجومی تو ہی سب سمجھتا حساب
میرے سوال کا دیتو زودی جواب

حدیث نبی اونپہ ہوویں درود	تو اسکے اوپر کام کر اپنا زود

المسلم من سلم المسلمون

جو فرماتے ہینگے رسولِ خدا	مسلمان ہے اسکو کرنا ادا
جو المسلم من مسلمان کہے	ہے المسلمون اللسانی کہے
مسلمان وہ جو مسلمان کو	نہ آزار دے کس بھی انسانکو
نبولے زبان سے کچھ اسکے تئین	جو بولے تھے حضرت سو بولا ہو نہین
یہی بات سُن چور قاضی کیتین	لگا بولنے چور قاضی کے تئین
خدا بولتا ہے سو قرآن مین	ہے آیۃ عجب وہ میرے دہیان مین
سو مین بولتا ہون تیرے کو ابھی	وتکلمنا ایدیہم کہا ہے ربی

وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم بما کانوا

تو فردا قیامت کیتین دستِ پا	دیوینگے گواہی خدا پاس آ
مین بیٹھا تھا اپنے جنگل کے میان	تو آکر پڑا میرے جنگل میان
مین کچھ تجکو گھر سے تو لایا نہین	تجھے لاکے جنگل مین ڈالا نہین
شتابی اوتار اپنے جامہ کیتین	مجھے دیر ہوتی ہے جانیکے تئین
قاضی نے کہا تو نہ دے مجکو پیچ	کہہ دیتا ہے آدم کیتین دیو پیچ
تو ہے بھوت جن یا بلا ہے سو بول	حقیقت تیری کہہ سبھی مجھے کھول
کہا چور اسوقت قاضی کو یون	اگر دیو مین ہون کافر ہے تون

الحیاء من الایمان

قصہ چور و قاضی

الحیاء من الایمان

یہہ فرمائے سبکو نبی کریم
حدیث ہی انھونکی سنو تم قدیم

اَھلُ القرآنِ اَھلُ اللہِ خاصّۃً

کہے اہلِ قرآن اہلِ خدا
سو یون بولتے ہین نبی الہدا

پڑھے جو کہ قرآن وہ خاص ہی
خدا کا بڑا اوسسے اخلاص ہی

وہ پیارا خدا کا ہمیشہ ہے خاص
وھرے پیار اوسپر خدا بیقیاس

پڑھن ہارا قرآنکا ہو نمین مدام
مجھے یاد سا تون قرأت تمام

زبانپر میرے ورد اور یاد ہی
اور پڑھنے ستین دل میرا شاد ہی

لگا پوچھنے اوسکو قاضی شتاب
تو کیا ہی سو پڑھتا مجھے دیجواب

لگا بولنے چور قاضی سنگات
پکڑ ہوش قاضی ذرا سنیلے بات

اول ہیگی عمرو کی تو روشن قرأت
ہبی عاصم کی دوسری میری سن تو بات

ہبی حضرت علی کی سو سیم قرأت
چہارم ہی عثمان کی باصفات

ہی نافع کہ پنجم کسائی ششم
ہی ہفتم او حمزہ کی نادر اتم

دیا سات قرأت مجھے مین انال
ابھی جامہ اپنا بدن سے نکال

سُنی آیتان چور سے وہ تمام
کتابان حدیثان سواسکو قیام

ہبی قاضی وہ بولا نہ دہشت مجھے
ظلم میرے اوپر نہ کرنا تجھے

خدا ظالمون پر ہی لعنت کیا
ہے ظالم او یہ بھیج قرآن دیا

لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین

قصہ چور و قاضی

اگر

قصہ چور و قاضی

اگر رحم تم پر کروں میں اتال
تو غصہ کرے مجھ پہ وہ ذو الجلال

قوی گر ہے تو مال رکھتا بہت
رحم کیوں کروں میں ہوں مفلس نپٹ

میں بھوکا ہوں ہے پیٹ تیرا بھرا
اسی واسطے میں کیا تجھ کھڑا

میں کس طور تجکو ابھی چھوڑ دوں
اکیلا آج گھر سے تو آیا ہے کیوں

اوٹھا شور کر چور قاضی اوپر
کہی اک رباعی لنے خوب تر

جو بدکار ہووے سو ڈرتا نہیں
کسی کا مددگار ہوتا نہیں

جو جاہل اچھے اسکا ہے نام کیا
بھلی پند نہیں اسکے تیں کام کیا

جو ہے تجھ کنے سو نہیں کس کے پاس
سمجھ دل میں بولا ہوں میں تجکو جاس

کہ بھوکا ہوں میں اور کھاتا ہے تو
تجھے چھوڑ تجھ پر کیوں رحمت کروں

کہا تب ہے قاضی نے بندہ خدا
تو کر کام اپنا قرآن سے سدا

کہ کہتا ہے اسطور خالق جہان
اپسکے وہ شیرین فرقان میان

کہے والذین اوتو العلم او
کہ درجات کہتا ہوں میں اسکو تو

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات

علم جو پڑھے اوسکا درجات ہے
یہی بات سن چور یوں کر کہے

جو عالم کنفس واحد سو کہے
خدا اوسکا بہتر جو شاہد رہے

جتے حاکمان سب میں آپس میں بھائی
گویا سبکو ہیگی جنی ایک مائے

تو میرا میں تیرا نو مت کر فکر
دے جامہ شتابی سے اسباب پر

قصہ چور و قاضی

اى قاضى خدا تجھ سے بیزار ہے	خلایق کو تجھ سے بھی آزار ہے
سو جس شہر اندر رہو تم مدام	جلے شہر فی الحال وہ سب تمام
اى قاضى تو عالم کہلا کر اتال	شریعت مین کس دہات چلتا ہے چال
حدیثوں کا حضرت کے کرتا خلاف	نبی آپ بولے حدیث ایک صاف

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ

وہ مؤمن کہ جسمین عمل نیک ہے	ہمیشہ خدا کے وہ نزدیک ہے
عمل نیک تجھمین نہ دستا ہے ایک	تجھے کیون کہو نہیں قاضی ہے نیک
وہ قاضی لگا بولنے چور سون	اى مفسد و بدکار مجھ بول تون
یہہ سُن چور قاضی کو بولا شتاب	مجھے اب تو بولا ہے مفسد عتاب
ہوا مجھ پہ لازم کہ تیرا لباس	لیون تجھ سے چھین کرون تجھ نراس
مجھے اب دیا ہے تو مفسد کا نام	کہ مفسد سے ہرگز نہو نیک کام
خدا نے یہہ آیت دیا بھیج ایک	جو مفسد کی حقمین کیا ہے سو دیکھ

إِنَّ اللهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ

عمل نیک مفسد سے ہوویگا کب	اسی دہات آیت یہہ بولا ہے رب
وہ قاضی لگا بولنے چور ساتھ	حکایت کہون تجکو سن میری بات
بیابان جنگل مین پھرتا ہے تو	بلاؤن سے ہرگز نہ ڈرتا ہے تو
تجھے دیکھنے سب ہمیشہ سے چور	تو پھرتا ہے ہر روز سب کے حضور

قصہ چور و قاضی

اتقوا دعوة المظلوم ولو كان كافرا

اگر کوئی کافر یا مومن ستائے / ستم اوسکے اوپر کرے ناسزائے
خدا اوسکی دعوت کو کرتا قبول / یون فرمائے ہینگے خدا کے رسول
مین مظلوم ہون اور ظالم ہی تو / تو کر خوف ایچور مظلوم سون
لگا چور کہنے کو قاضی سنگات / پکڑ ہوش قاضی میری سُن تو بات
لگا چور قاضی سے کرنے کلام / خدا اپنا غفار کہتا ہی نام
میرے سب گنہ کو کریگا معاف / فضل سے کریگا مجھے پاک صاف
کرے معاف مجکو تو ہی ذو الجلال / اگر مار سے پکڑے تو ایزد تعال
ہین فرمائے یونکر خدا کے رسول / ای قاضی تو کر جان و دل سے قبول

جف القلم بما هو كائن

قلم نے لکھا وہ جو فرمایا رب / وہ فارغ ہوا اور آسودہ سب
بڑا ان خوف تھا کچھ و اندر نصیب / لکھا رب کہا یون خدا کا حبیب
نصیبو نمین تیرے لکھا تھا یہی / کہ یکدن تیرا گھوڑا جاوے سبھی
میرے ساتھ حجت ای قاضی نکر / مجھے دیتو جامہ شرم کچھ نہ کر
لگا بولنے چور قاضی کے ساتھ / ارے بیکٹر سُن میری ایکبات
یہہ کیا کام پکڑا ہی تو اپنے ہاتھ / نہ کھاتا کیون روزی ملا اپنے ہاتھ
نہووےگی برکت بھی ہرگز کبھی / مجھے چھوڑ جل جا یہانسے ابھی

قصہ چور و قاضی

دے گھوڑا او کپڑے تیرے تو تمام ۔۔۔ شتابی سے قاضی مجھے لا کلام

جمع کر کے کپڑے تو پہنا حلال ۔۔۔ بزودی دے مجکو تو قاضی نکال

ہے برکت مجھے سن بہت بیشمار ۔۔۔ کئی روز گھر بیٹھ کھاؤن قرار

بھی قاضی کیا چور نین چھوڑتا ۔۔۔ عجب سنگ دل ہے کہو نین تو کیا

ای بدکار بدچال سٹ یو خیال ۔۔۔ مجھے کیون کیا تو پریشان حال

مجھے کیون کیا ہے گرفتار تو ۔۔۔ مجھے کیون کیا ہے بہت خوار تو

حدیثان دیلو نکے لایا ہے سات ۔۔۔ تو ہر وقت کرتا ہے رد میری بات

وہ قاضی کون تب چور بولا پکار ۔۔۔ میرے فعل بدبخت ہوئے آشکار

اپین خوف خصلت کا ہو کر مجھے ۔۔۔ کیا ہے تو بدکار کیا کہون تجھے

تو بدبخت کہتا ہے انکار سون ۔۔۔ کر اندیشہ قاضی ہشیار تون

توکل میرا ہے خدا پر تمام ۔۔۔ توکل مین میرا ہے ہر صبح و شام

یہہ کہکر سو فی الحال قاضی اوسے ۔۔۔ لگا کہنے سارق کو ہو بے خطر

میرا باغ خوش طور ہے دیکھلو ۔۔۔ چل اس باغ مین ہم جائین دونو

تجھے اس ٹھکانے یو سارا لباس ۔۔۔ دون گھوڑا او کپڑا دگر یہ قیاس

لگا چور کہنے ای قاضی شریف ۔۔۔ دغا دیکے ہوگا تو میرا حریف

برابر تیرے باغ مین آون گا ۔۔۔ پکڑنے غلامونکو فرمائے گا

پکڑ مجکو باندھینگے تیرے غلام ۔۔۔ بھی کٹواؤگے ہاتھ میرے تمام

قصہ چور و قاضی

نہ کھائی ہی سوگند بغیر از غفور
ہی سوگند کا دینا کفارہ ضرور

کفارہ سے سوگند اُترتا ہی اب
یہی بات قاضی نے سُن ہو عجب

تو حیلہ سے سوگند کھا جائے اب
کروا سے نپے گھر مین میرے غضب

کہا چور نے پھر یہہ قاضی کی تین
عجب ڈول کا تجھکو دیکھا ہون مین

سخن بہت کہنے سے تجکو ضرر
عمر سب گنوایا ارے بیخبر

نہ دیتا ہی جامہ نہ دیتا نہ تنگ
کہ دیتا ہی دے نہین تو مارون تفنگ

یہہ باتین سُنی جبکہ اس طور پر
ہوئی بند زبان کچھہ نہ بولا ہی پھر

قاضی نے کہا ہی سُن آزاد مرد
مجھے فکر نے تو کیا ہی سیگا سرد

کہ دکھتا ہی تو مرد اہلِ فضل
شریعت طریقت مین تو ہی مثل

تو اہلِ فضل ہوکے اب بید ریغ
مناسب نہین ہی دکھاوے تو تیغ

تو حملہ سے نعرہ کیا مجھہ اوپر
خدا کا نہین تجکو ہی کچھہ بھی ڈر

کتاب خدا مین یہی ہی ذکر
وہ آیت مین کہتا ہون سُن کان دھر

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ

کہ ہی انّ الابرار تو ہی نیک چر
بھی انّ الفجار کہا ہی غفور

جو نیکی کرے اوسکو حور و نعیم
جو بدکار ہی اوسکی جاگہہ جحیم

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ

نبی کو کہا سب پہ ظاہر کرو
رکھو دل مین دہشت میرے سے ڈرو

لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا

یا ایها الذین آمنوا توبوا الی الله توبة نصوحا

ای ایمان والے تو توبہ کرو
نصوحا کے مانند خدا سے ڈرو
وہ غفار ستار ایسا ہی رب
وہ لحظہ مین بخشے گنہ ہر سب

قصہ چور و قاضی

خوشی سے بہت چور خوشحال ہو — شتابی اسے قاضی مبارک کہو

بیچارا ہوا جبکہ قاضی عزیز — لگا بولنے اوسکو ای بے تمیز

او گھوڑا دیا ہی اسکو یہہ بول — ارے بیحیا یہہ تو گھوڑا بے مول

لیا چھین مردک وہ سارا لباس — لیا میرا گھوڑا اکیں مجکو پاس

پڑا اک پیرہن سے ہی مجکو کام — لیا چور میرا انو لوٹ کر تمام

بھی بولا ای قاضی تو دے پیرہن — ہی للچایا اسپر بہت میرا من

بخیلی نہ کر تو نہو مجھ پہ تنگ — مجھے دے مین رب سے لیا ہون منگ سو

سنا ہون حدیث ایک کہون تجھے مین — میرے جو پدر جد سے پایا ہون مین

میرے جد نے پایا ابن عباس سے — وے پائے ہین اوسکو نبی خاص سے

صَاحِبُ الْقَمِيْصَيْنِ لَا يَجِدُ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ ۰

قمیصین ہی سو دو جبہ کا نام — نہ جائز ہی تجکو کہ پہنے مدام

پہنے پیرہن تونے دونون حلال — حلاوت ہی ایمانکی چکھنا محال

دونون مجکو دے پیرہن اب شتاب — جو پہنا بدن پر نہین وہ حساب

او قاضی بڑی عاجزی کیے سنگات — لگا بولنے اس سے ایسی ہی بات

ہوا ہی قریب آکے وقت صلوٰۃ — ابھی چھوڑ دے پیرہن کی تو بات

ننگے تن سے جائز نہین ہی نماز — روا کیون رکھیگا تجھے کارساز

تبھی چور بولا ہی اسکو پکار — لنگوٹ قاضی اسے اب گذار

چلا

قصہ چور و قاضی

چلا چور اپنے ٹھکانے نسنگ — ہے قاضی چلا بے ستر ہو کے تنگ
فکرمند ہو کر چلا گھر کے ٹھار — پکارا ہے قاضی کھڑا ہو کے بھار
سبھی چاکران اوسکے دوڑے شتاب — بجا لائے خدمت کئے وے اداب
پوچھے اپنے صاحب کو یہہ کیا سبب — ننگے ہو کے آئے عجب ہے عجب
نہ دیکھا وہ اپنے غلامون طرف — کہا نہین انھون سے وہ ہے یکحرف
کیا اوسنے گھر سے دگر خوش لباس — شکر وہ خدا کا کیا بے قیاس
گئی رات روشن ہوا دن ظہور — نکل آیا نیر سے قدر جبکہ سور
یکایک آیا در پہ گھوڑے سوار — وہی چور شب کا صبح آشکار
پکارا ہے وہ چور دروازہ ٹھوک — غلامان آئے پھر اور سب گھر کے لوگ
دیکھے شخص ہے ایک گھوڑے سوار — وہ پہنا ہے قاضی کا جامہ سنوار
وہ قاضی غلامون کو بولا پکار — کرو بند دونون یہہ گھر کے کواڑ
کہ پھر آ کھڑا چور یہہ رات کا — دنیا مین نہین اور اس دہانت کا
بھی قاضی کا گھوڑا اسی رات تل — کتاب ہاتھ لیکر وہ آیا ہے چل
غلامون ستی وہ پھرا اپنا سر — ملا رات کو سو وہ آیا ہے پھر
ملاقات تیری کا ہے انتظار — بڑی بار کا وہ کھڑا ہے کا بھار
کہو جا کے صاحب سے اپنے شتاب — پھرا لاؤ جلدی سے اسکا جواب
غلامان گئے دوڑ قاضی کے پاس — ادب سے کھڑے ہو رہے اسکے پاس

کہا

قصہ چور و قاضی

کہا چور قاضی کو کیا غرض ہے | میرے پیسے ابھی تیری کیا غرض ہے
لگا چور کہنے کو قاضی سنگات | تیرے پاس سے مین گیا آج رات
مطالع کیا کھولکر یک کتاب | لکھا دیکھتا ہون مین تیرا حساب
میرے جد سے دیکھا ہون مین دو سطر | روایت مین آیا یہہ میری نظر
روایت جو کرتا ہے میرا پدر | سنا ہے وہ جد سے میرے سر بسر
میرا جد سنا ابن عباس سے | وہ کرتے روایت نبی خاص سے
کہ تو اور اولاد تیری تمام | تیری زن برادر سبھی ہین غلام
وہ قاضی بیچارہ پریشان دل | وہ سننے سے دلمین ہوا تب خجل
پکڑ منہہ مین انگلی فکرمند ہو | گلے ہاتھ اور پاؤن شرمندہ ہو
وہ قاضی لگا بولنے چور سات | تیرا کام کیا ہے تو کہہ مجھ سنگات
لگا بولنے چور قاضی کے پاس | اپسکا کیا مین سرا ایک خاص
مقرر درم اوسکے چالس ہزار | کیا معاف اس سے تجھے یکہزار
ادا کر مجھے تیس پر نو ہزار | مٹے فکر میرا بھی ہو دل قرار
کیا دلمین اندیشہ اور وہ ڈرا | لرزنے لگا اور بدن تھرتھرا
مجھے دے ادا اور کرون سب تمام | شہر بیچ اپنا کریگا غلام
اما ایک کم مجکو چالیس ہزار | یہہ ہے قرض مجھپر اوسیکا قرار
اگر وسکو نین دونہین زیور تمام | تیرے پیسے میرا غرض ہے نیکنام

رہو آج کی رات تم اس مکان | کہو اسکو بھی یہہ تمہارا ٹھکان
نہیں دے سکے تم اوسے کچھ جواب | مین کر فکر اسکو بھی کرتی خراب
کہی اونسے جا کر یہہ قاضی نے بات | کہ فرماؤنے مین رہو آج رات
کہا چور نے اب تو جاتا ہوں مین | نماز پڑھکے آونگا پھر سب کیتئین
گیا اپنے گھر مین رکھا اسنے زر | نماز بعد آیا ہی وہ زود تر
لگی ہونے تکرار دونو مین پھر | گئی رات جھگڑے مین ہی سب گذر
فارغ ہوکے اوسنے منگایا طعام | پڑھی فاتحہ مصطفی پہ سلام
کہ یک مرغ بریان سو آیا تبھی | قاضی بول بسمل کو کھایا سبھی
کہا چور کو اسکے حصہ کرو | بولا چور لین تحمل کرو
اسیوقت وہ مرغ ٹکڑے کیا | لیکر سر وہ قاضی کیتئین دھر دیا
دیا توڑ گردن اسی زن کے تئین | دو بازو دئے دونو لڑکو کے تئین
جو باقی رہا وہ رکھا اپنے پاس | کہا بولو بسمل نہو تم اوداس
قاضی بولے ای چور کیا کہون تجھے | دیا حصے کرنے برابر تجھے
تو ایسا ظلم کر کے حصہ کیا | کسے کچھ کسے تو تو ایسکر دیا
کہا چور مین نے ظلم نہین کیا | پسند بزرگان مین حصہ کیا
مثل اسکی کہتا ہون تجکو تو سن | سنا جو بزرگون سے تو بھی وہ سن
تجھے سر دیا ہون تو سردار ہی | تو ہر اک سخن بیچ طرار ہی

کہا چور قاضی کو جلدی کرو
سنا ہی سے [illegible] خالی کرو
کہ آخر مین باہر کا مہمان ہون
[illegible] ولیکن اندیشہ کر کے پچھتاون
جو باقی رہا تھا سو مین نے لیا
کھلاتے کھلاتے تئین کو دیا
کہ بازو یہہ تیرے بلا پر ہین
دو بازو دیا دونون لڑکون تئین
کہ وہ تیر سے ہیچ رہے روز و شب
تیری زنکو گردن دیا اسی سبب
کہا ای وہ قاضی کہ ای چور تو
حرام خور ہی رسے حرام خور تو
یہہ حصہ سے راضی نہین میرا من
یہی بات سن چور بولا سخن
ای قاضی تجھے کچھ [illegible]
برا ہون بولا تجھے تو [illegible]
مرغی تو خاطر میرے پر کرم
حرام خور کہتا ارسے بے شرم

قصہ چور و قاضی

[illegible]

اوڑھا
نمبر ۱۳

قصہ چور و قاضی

اوٹھا یاؤن جانے لگا جسوقت — قاضی نے کہا اک سخن اوسوقت

کہ پھر شام کو یہانپہ آؤ ضرور — شفقت ہمین پہ رکھو تم ضرور

اگر آؤ تم ہین ہمارے نصیب — کرو مہربانی کہ ہم ہین غریب

کہا چور نے باچشم آؤن گا — جو فرماؤ گے وہ بجالاؤن گا

گیا دن گذر کر ہوا وقت شام — آیا پھر کے وہ چور منصور نام

سلام علیکم علیکم السلام — بیٹھے جاکے مسند پہ جہان تھا مقام

بزبان پھر کئے دے اپسکہین کلام — رکھے خوان سفرے پہ لاکر طعام

قاضی کھول کیا خوان دیکھا ہی بیچ — مرغ ہین دہرے چار اسخوانکے بیچ

قاضی بولے تب چور سے یو جواب — کرو اسکے حصے برابر شتاب

کیا ہاتھ لنبا تبھی چور او — لئے خوانہمین سے اونے مرغ دو

دو نیچے مردئے اوسنے قاضی کے گھر — یہی دیکھہ قاضی اوٹھا بولکر

قاضی نے کہا تجکو شاباش ہی — کیا تو جو حصہ تو سب راست ہی

کہا چور نے یون سو قاضی کہتین — مین بوجھا لگا ہو برابر تیرے تئین

مین حصہ کہا ہون سو بھی راکھہ تو — تیرے دلمین اندیشہ کر دیکھہ تو

کہا چور پر تب یو قاضی سوال — کہ تھا راست اسکو کہون کیا بطال

دئے چار آدم مین وہ مرغ ڈال — وو دو مرغی رکھی آپنے یہان اتال

کہا چور نے سن مین کہتا ہون اب — حکیم ہو تمین حصے کے کر ہمین اب

کہی زن کہ ای چور حیران کیون ۔ نکرتا تو حصے پریشان کیون
اگر تو نہ سکتا حصے کرنے کون ۔ تو دیے مجکو مین تجھہ حصے کرکے دون
وہ عاجز ہوا تب قبولا وہان ۔ دئیے زنکو قاضی کے بیضے ندان
اوسے دیکھہ بولی تبھی زن چتور ۔ تو عاجز ہوا اب اوڑا وہ غرور
تیرا دیکھہ طالعتو اب کھول کر ۔ کہ دیتی ہون گھونسا ابھی تو لکر
ایسا مارون گھونسا زرو گئے غضب ۔ پڑین گرکے تیرے بہہ ندان سب
دیکھا چور زن ہوگئی لال اب ۔ کہی جو لیا ہی سبھی ڈال اب
فکر مند ہو چور بولا اوسے ۔ اگر تو چج حصے برابر کرے
تو فرماؤ وہ ہین کرون اس زن تمان ۔ خدا واسطے اب نہ لے میری جان
دیا ایک بیضہ اونے چور کو ۔ دو انڈے دئیے دو نو فرزند کو
اوٹھا ایک بیضہ وہ قاضی کی زن ۔ رکھی ایک لیکے وہ خاوند کے دہن
رکھتے مین بیضے اپسکے وہ زن ۔ یہی دیکھہ تب چور بولا سخن
خیانت تو کرتی ارے زن چتور ۔ نہ اسبات پر ہیگا راضی غفور
کہا زن نے کیا اسمین ہی پھیر بول ۔ تو کسدہات دیکھا ہی اب مجھسے کھول
قاضی دیکھہ قسمت بغایت ہی راس ۔ موافق ہی دلمین تو اپنے تپاس
طرف چور کے روکئی تب وہ زن ۔ ارے چور کہتی ہون سن لے سخن
تمن پاس ہر اک کے ہین دو انڈے ۔ یو ہمین چار کو چار دیتے انڈے

قصۂ چور و قاضی

قصہ چورو قاضی کا کیا تمام
درود ان محمد پہ بولو سلام

تمام ہوا قصہ چورو قاضیکا
قلم سے محمد کے لکھا گیا
حمایت سے حاجی کی چھپا گیا

شروع قصہ تنبولی کی عورت کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ قصہ تنبولی اور تنبولن کا جسنے اپنے مرد سے فریب کیا اور غیر مرد پر فریفتہ ہوکر اپنا گھر برباد کیا اور مرد بیگانہ پر چلتر کئی تنبولی اس معاملہ مین حیران و سرگردان رہا لہذا کوئی ترکیب سودمند نہوئی آخر کار شوہر کے دام مین نہ آئی اپنی بانکو نبھاکر خصم کو پریشان کیا اور آپ ایک خواب کا بہانہ کرکے پاک و صاف ہوگئی اور ہرگز ہرگز بدست مرد نہ آئی

ابتدای قصہ ہمین است

نحوست کا قصہ ہوا اب شروع
کسی مسخرے نے کیا جو رجوع

کہا اسطرحکا اونے چرتا ایک
نہین ماننے بات اسکی جو نیک

وہ کہتا ہی ایسا سنو دھر کے کان
کہ تھی ایک عورت حسین و جوان

کسی شہر مین کوئی جوانمرد تھا
پڑا مفلسی کا اوسے درد تھا

ہمیشہ اوسے گھر مین فاقے پڑین
اپس گھر مین جورو خصم نت لڑین

کہا اوسکو عورت نے ای مہربان
میرے سر پہ والی تو جگ کے میان

کوئی جا پہ گر تو کرے نوکری
تو اس سے میرے دلکو ہو دلبری

قصہ تنبولیکی عورتکا

ہمیشہ رہے اوسکی دوکان پر | وہ کھانیکو جاوے تنبولی کی گھر
تنبولی تھا نوکر وہ شہ کے کنے | انھا روز و شب عیش و عشرت مینے
بنا دے کئین بھانت بیڑی عجب | کھلاوے وہ شہ کو بوقت طلب
گھڑی دو کی رخصت تنبولی جو پاے | تو اوسوقت گھر بیچ کھانیکو آئے
بڑان پھر کے جاوے وہ دربار کو | نصیحت کرے اپنی وہ نار کو
کہ اس مرد مفلس کی خدمت کرو | جو مانگے سو کھانیکو نعمت دہرو
ہوئی چند مدت اسی بات سیے | وہ کرتا گذرتا اسی دہات سیے
یکایک خدا کا حکم یون ہوا | محل مین جوانمرد کھانے گیا
سکھے ہیش اوسکے مزیکے طعام | کرو نوش اول ازان پس کلام
یکایک وہ عورت کے دلین گیا | جوانمرد دیکھون جو آیا نیا
کہ کیسی ہی صورت جوانمرد کی | حقیقت ہی کیسی اسی فرد کی
چلی دیکھنے کو چھجے کے اوپر | خوشی ساتھہ بیٹھی کسی جائی پہ
دیکھی کھارہا ہی جوانمرد طعام | عشق نے جوان کے لٹا دل تمام
وہ اپنی جوانی مین معمور تھا | جوانی کی نشہ مین مخمور تھا
وہ عورت اوسے دیکھہ عاشق ہوئی | اوسیکی عشق بیچ فاسق ہوئی
کئی عذر خواہی اونے لاکھہ لاگ | کہ دیکھی تجھے آج پورے مین بھاگ
کہی جان من مین کنیزک تیری | کہ جو کچھہ تو چاہے وہ ہو اسگھڑی

قصہ تنبولیکی عورتکا

کہ جسوقت خاوند تو تیرا اٹھنے
کہیو کیا تیرے پہ میرے پر بنے

کہا نازنین نے تبھی یون سخن
کہ اسباب مین ڈر کیا ہی تمن

کہ گھر سے تو نکلے توکل او پر
تمن نہ رکھنا ہی خوف و خطر

خدا پر توکل کیا ہی جنے
سبھی مشکلان حل کیا ہی اونے

جوانمرد اسباب پہ ہو قوی
لگا بولنے اوس سے نادان تبھی

جوانی مین وہ خوب ہشیار تھا
بڑا شوخ بیباک طرار تھا

ہوا ایکدل تب سو دونو منے
ہوئے متفق تب وے دونون جنے

کیا ذوق دونون نے مل ایکٹھار
کہی تب وہ عورت کہ ای غمگسار

اوک ذوق سے دونون فارغ ہوئے
اپس مین دونو آپ نعمین ہوئے

کیا ایک دیگر سے یونکر کلام
کرین عیش و عشرت اپسمین مدام

وہ عورت نے دی لاکے دس اشرفی
جوانمرد کے ہاتھ مین لار کھی

وہ دی پانچ بیڑے کہ کھا کامیاب
ابھی جاؤ دوکان پر تم شتاب

یہ سب بات اوسکو تو ظاہر کرو
خصم پاس میرے امانت دھرو

اگر تجھسے پوچھے کہو ساری بات
کہ معشوق میرے لگا ایک ہات

اونے آج میری ضیافت کیا
پیچھے لاکے مجھ ہاتھ زر رکھدیا

بزان پانکے پانچ بیڑے دیا
پھر مین نے تبھی ہنسکر خوشی سے کہا

کہی مجکو کل کو بھی تم آئیو
کہ ہر روز مجھ ساتھ مل جائیو

قصہ تنبولیکی عورتکا

تنبولی

قصہ تنبولیکی عورتکا

تنبولی اوسے دیکھہ دلمین جلا | کہ ہی ہی میرے گھر مین کیا ہی بلا
اوسی روز دلمین سمجھہ کر رہا | کسیکو حقیقت ذرا نہین کہا
تنبولی یہہ بولا کہ ای بھائی من | کہ کل جاؤگے اوسکے گھر کو تمن
کہاں ہمن کو ہی جانا ضرور | ملے ہین نہ ہمکو ہوا آوے صبور
تنبولی نے دل مین کیا یہہ فکر | کہ کل اسکو دیکھو نہین اپنی نظر
بران پھر جو اس سے ہین چاہو کرون | ابھی اسپہ تہمت مین کیسی دہرون
ہوا تیسرا دن وہ جب آشکار | جوان تب چلا پھر وہان بیقرار
تنبولی نے پیچھا اوسیکا کیا | جوان کو وہ عورت نے گھر مین بلا
بیٹھا تہا اوک ذوق سے وہ جوان | کہ ایسے مین پہنچا تنبولی وہان
جوانمرد اوسوقت اوٹھا بولکر | کہا اب کیا کہ ون ای میرے دل جگر
کہی تب وہ عورت نے ای ماہ حسن | مین کہتی ہون تجکو سنو یہہ سخن
نہو مضطرب اب مین پر تو لیٹ | حصیر اسکے اوپر دئی تب لپیٹ
کھڑا لے کیا ایک دیوار سے | دلاسے دے اسکو بہت پیار سے
تنبولی جو آیا تو گھر مین چلا | سبھی گھر مین ڈھونڈا کہین نہین ملا
ہوا اپنے دلمین بہت بیقرار | کیا ذوق اوسی بات کا بار بار
دے اوسکو وہین وہ اشرفی دہان | کہی تم چلے جاؤ اپنے مکان
چلا آیا اوسوقت دوکان پر | کہا بھائی میری امانت تو دہر

وہ دشمن لگا ڈھونڈھنے ٹھار ٹھار
نپایا کسی جانب ہو بیقرار

گیا اپنے گھر سے نکل خوار زار
وہ عورت نے مجکو کیا آشکار

دیا زر اور مجھسے یہہ وعدہ کیا
کہ کل تو بھی آنا ای میرے پیا

تنبولی اسمین پشیمان ہوا
ایسی بات سے دلمین حیران ہوا

لگا عشق اس نار کا بیحساب
گیا پانچوین دن جوان پھر شتاب

دونو ملکے ذوقا وے کرتے تھے
اسیکی خبر سُنکے دونون اوٹھے

پکڑ یار کا ہاتھ لیکر چلی
کہ باورچی خانہ طرف خوشدلی

کہ دولت تھی اسمین بہت بیشمار
اتھے گنج دیگان ہزاران ہزار

جوان مرد کو دیگ اندر بٹھا
رکھی دیگ و سپر سو دیگرا اوٹھا

لگا چو طرف گھر منے ڈھونڈھنے
وہ کوٹھار غلہ بھی سب دیکھنے

گیا پھر کے شرمندہ ہو شور سون
نپایا کسی جا پہ اوس چور کون

وہ عورت نے اوسکو نکالی بہار
کیا ذوق دونون نے مل ایکٹھار

ہزاران زر و چندان دیے داو سکے تئین
دیے پان اپنے سو دلبر کے تئین

جوانمرد خوشحال ہو کر چلا
اپسکے برادر سے آکر ملا

کہا آج لیا ہون مین محنت سے زر
بڑی سخت تھی آفت میرے سر اوپر

کہ جسوقت مین یار سے جا ملا
میرے پیچھے دشمن بھی آیا چلا

لگا جوش جی مین سو خوشحال سے
بچایا خدانے ہی جنجال سے

قصہ تنبولیکی عورتکا

او

وہ نار ... نے ایسا مکر پھر کیا — کہی اوسکوا ب ... اٹھ ای میرے پیا
پکڑ ہاتھ اوسکا چلی حوض پر — جو انکو او تاری ہی پانی اندر
وہ چھلتا او ٹھانیم تربوز کا — رکھا اوسکے سر پہ تربوز کر کہا
اوسی حوض اندر سو پھر تا پھرو — انپسکو تو ظاہر نہ ہرگز کرو
لگا دیکھنے کو وہ صندوق مین — بھروسا اوسے تھا کہ ہی اس منے
ولیکن نہ پایا وہان بھی حریف — فکر کر کے اپنے وہ دلمین ظریف
لیا ہاتھ مین تب وہ تیر و کمان — وہ چاہا کہ چھلٹے کو مارون نشان
اوسیوقت ناری لگی بولنے — مکر کے جواہر لگی کھولنے
کہ یہہ خیال کہان سے تجھے آپڑا — یہہ ترناسو چھلٹا تماشا بڑا
لسے مارنے مین نہین کچھ اچھا — شجاعت عجب یہہ بوقت جفا
اگرچہ ہوس ہو تیرے دل منے — کمان تیر دے اب میرے ہاتھ مین
نشانہ لگاتی ہون مین اسو جا — یہہ چھلٹے کو چھوڑے ہی بلمین بچا
ایسا کہکے مارا لنے تیر کون — گیا پار ہوکر سو دیوار سون
اسی مرد کو دیکھ غصہ چڑھا — حویلی سے آپین چلا منہہ چڑھا
لائی بعد اوسکے آپس یار کو — بٹھایا بہت پیار سے یار کو
لگی بولنے ای میرے غمگسار — خدا کے کرم بن نہین کچھ شمار
خدا نے بچایا بڑی مار سے — چلی لیکے خلوت منے پیار سے

قصہ تنبولیکی عورتکا

تنبولی
نمبر ۱۴

قصہ تنبولیکی عورتکا

تنبولی نے دو آدمی کو پکار
وہ صندوقین کیا نہین بجھہ خبر
بھر حال اوسکو نکالی بہار
بھی اسباب سب اوس محل مین لیا
وہ عورت بھی جاکر اوسیمین بسی
غلامان کنیزان وہان آ ملے
تنبولی درونمین غم کھائیکر
اسی غمکی خاطر پریشان ہوا
مکر سے یہ عورت کے کوئی نا بچا
کیتک دن ہوا ہیگا خطرہ مجھے
تو سچ بول کس ساتھہ یاری لگے
دیا تب وہ ناری نے یونکر جواب
تو خاوند ہوکر مجھپہ تہمت دہری
بلاتی ہون سارے مین پنچات کو
وگرنہ مین مرونگی مین جو زہر کھائے
یہی بات سنکر چلا گھر سے بھاگ
یہی بعد اوسکے جوان کو نکال

پکڑ ایک دو نے نکالی بہار
کہ عورت نے اسمین کیا تھا اگر
محل دوسرے مین رکھی ایک ٹھار
وہ جلتے محل کو سو ٹھنڈا کیا
بیٹھا جب وہ غمگین دلین ہنسی ہی
نکل نا سکے سو اوسی مین چلے
ہو دلگیر دلمین وہ دکھہ لائیکر
اپسکے کئے پر پشیمان ہوا
کہا اپنی عورت کو کیسی بلا
پڑہ اجھہ طرف سے مین کہتا تجھے
بھی اپنے خصم سے ہوئی تو جدائے
کہی تو یہ کہتا ہی ایسا خراب
صحیح کر اسے مین یہان ہون گھڑی
کرونگی مین ثابت اسی بات کو
چڑہاونگی تہمت تیرے سر لگائے
کہا کل کرونگا مین اسکا بچار
لگی بولنے یون کہ ای خوشحال

جوان

جوان نے حقیقت کو ظاہر کیا
اوٹھا ایک آخر سخن بولکر
لگی بولنے تب وہ پنچات سب
کہا بات کہتا ہو نہین خواب کی
کہ ظاہر مین یہ بات کیون ہوسکے
وہ عورت اوٹھی بول پنچات کو
نہین اس جوانکو کبھی جانتی
اسیکے کہے پہ مین خدمت کری
میری ای عزیزو یہی تقصیر کیا
تنبولی کو پنچات نے یون کہا
ایسی باتین سنکر نو کرتا عتاب
وہ پنچات اوٹھکر چلی گھر کیتئین
کٹی دن خوشی سانتہ گذرانکر
وہ عورت پکاری کہ ای من موہن
منگا ایک گھوڑا دیا اسکے تئین
جدائیکے غمسے بھی رو زار زار
جوانمرد بولا کہ ای جانِ من

بیان بول سبکو یہی ماہر کیا
بزاں آنکھ کھل گئی نہین کچھ خبر
کہ کیا خواب دیکھا ہی یہ پُرغضب
سبھی اسکو جانو تمھین راستی
سبھونکی دلو نمین تعجب لگے
سنو کان دہر کر اسی بات کو
مرد کے سبب اسکو مین مانتی
موئے نے میرے سر یہ تہمت دہری
کہ جھوٹی مجھے آج تہمت دیا
کہ لعنت خدا کی ہو تجھپر سدا
کیا گھر کو اپنے تو آپین خراب
بلا گھر مین لائی مسافر کیتئین
رضا لے وطن کی چلا اپنے گھر
خدا پھر ملاوے ہمن اور تمن
کبھی یہ سوار یکو دیتی ہون مین
ہمارا تمھارا خدا ہیگا یار
مین چلتا جدا ہو کے اپنے وطن

ماس کل ماٹی ہوئے تھے اوسکے ہاڑ
ہندا ور آنکھو مین بس گئی تھی ہول
اوس دیکھی پڑی تھی کھوپڑی
قدرت رب دیکھکر حیرت ہوئی
ساعت بعد از کہے ای ذو الجلال
یا الٰہی تو نے یہ خلقت کری
حسن و خوبی دیکے اسکو مثل پھول
تجھے صاحب بولنے کی جا نہین
یا الٰہی کر یو اب تیرا کرم
تا کہ واقف ہون بحال کھوپڑی
آئے ہین جبریل از ایزد تعال
بول عیسیٰ سے جو کچھ پوچھے سخن
جبریل عیسیٰ کو سبھی بولا احوال
حضرت عیسیٰ نبی نزدیک جا
رب کی سوگند دے کہا ای کھوپڑی
حال تھا اول تیرا کس مثل
بادشا تو تھا کہ تھا مرد گدا
مرد دولتمند تھا یا بینوا

کیڑیاں اوسمین بھرین تھین بیشمار
جرستی چھوٹے تھے سب دانتونکے مول
در دل عیسیٰ تفکر آ پڑی
از تفکر بیچ وہ حیرت رہے
کہ نہ مجھے معلوم اسکا کل حال
آپ قدرت اپنی پھر ظاہر کری
پھر ملا یا ہی اسے در خاک و حول
ہمکو یہان دم مارنیکی جا نہین
مجھہ بتا اس کھوپڑیکا سب بھرم
اول و آخر جو اسکے سر پڑی
کھوپڑی کو آن کر کیتا سوال
حال سب اپنا بیا او رسب کہن
جاکے پوچھو کھوپڑی سے تم سوال
کھوپڑی سے حال سب اوسکا پوچھا
حال اپنا کہہ مجھے تو کیون پڑی
خوبصورت تھا کہ تو تھا بدشکل

قصہ جمجمہ کی کھوپڑیکا

آنکہ

آنکر حاضر ہوئے سارے حکیم — بہت سے شربت پلائے مجھ فہیم

ییک تپ کی سوز تو بوجھی نہین — کوئی دوا دارو مجھے لاگی نہین

بہت دن سر زرد ہے سارے طبیب — موت کی دارو نہین بوجھے نصیب

ساتہ دن اسہال سے گذرے جد ہان — مہنت حاضر ہو گئی تب ناگہان

چار اوسکے ہاتھ تھے [illegible] پاوُن سر — دیکھتے اوسکو گیا مین شدہ بسر

میرے گل مین آکے ڈلے سوز نجیر — حال میرا ہوگیا بہت ہی حقیر

جیو تو حلقوم مین رہگیا اٹک — جیب تو دہشت کے مارے گئی لٹک

سانس بھی نا لے سکون سینہ رندھا ہے — آنکھ ذرہ کھولکر دیکھا نجائے

ہاتھ دونون پونچھے ہلنے سے رہے — پاونکے تلنے بھی ہلنے سے رہے

سر کی میرے ٹوٹتی جاوین رگان — جیو تو بھاگا پھرے جاوے کہان

گر نہوتی بند یہ میری زبان — آسمانتک پہنچتی میری فغان

جیوکے بیدن سو مین کئے کہون — موتکی تلخی زبانمین ہے ہجون

مار کر تب جیو میرا لے چلے — لاوُت کر تھا میرا سو تل ملے

مال و زر خرچا گریا کھون کروڑ — جیو لینے ہار نا دیوے سو چھوڑ

حضرت عیسیٰ لئے اوسکو پھر کہا — گور مین کیا معاملہ تجھے ہوا

جب اندھیری گور مین تجکو سلائے — رات پہلے گور مین کیونکر سو جائے

کہہ مجھے وہان دکھ ہوا یا سکھ ہوا — دکھ سکھ اپنا دے سبھی مجکو بتا

قصہ جمجمہ کی کھوپڑیکا

پھر

پھر اگر جیتا ہوں مین دنیا مین آؤن | بر خدا اور بر نبی ایمان لاؤن
حضرت عیسی نبی رو کر چلا | سجدہ مین سر رکھ کر مانگی دعا
یا الٰہی یہ دعا کر تو قبول | از طفیل حضرت احمد رسول
جمجمہ کو جیونا کر یا الٰہ | کر کرم کی تو میرے پہ یک نگاہ
حقکی درگہ مین قبول ہوئی یہ دعا | [illegible] چنگا بھلا
بانماز روز و شب مشغول تھا | دولت دنیا مین جب تک جیوتا
جنی کھائی سر مین ٹھوکر ایکبار | پھر نہ چھتراوے کبھو وہ باربار
عاقبت ہو کر مسلمان وہ موا | لائق دیدار جنت کا ہوا
جمجمہ عیسی کے دامن آ لگا | اول و آخر ہوا اوسکا بھلا
دامن حضرت محمد مصطفے | راتدن رہتا ہی عالم سب لگا
موتکے دریاو کا ہووے اوتار | تم اوتارو یاہی عالم کو پار
تمسے اوترین پار سب عالم تمام | ہدیۂ عالم درود والسلام
کہتا ہی عبد اللہ مجھپر کر کرم | باطفیل حضرت خیر الامم
یعنی آن ذات مبارک دستگیر | ہین محی الدین جو پیران پیر
معجزہ عیسی کا تواب کر تمام | حضرت احمد نبی پر ہون سلام

شروع قصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم چوہا و بلی کا

خدا ہیگا خالق خلق کا تمام | کیا جسنے پیدا سبھی خاص و عام

قصہ چوہا و بلی

قصہ چوہا اور بلی کا

ہمین تجکو کہتے ہین تحقیق بات
بلی گر سُنے گی یہ تیرا کلام
بلی کا گلا کر نہ تو بے عقل
سُنا ہی ہمن ایک مثل نوا
بلی تو اصل سے ... جا بڑہی
بلی سے نکر تو لڑائی کی بات
یہ سنکر چوہے نے کہا ای چوہا
مجھے زور آیا ہی رُستم کا اب
بلی تو بچارا رہے ہی غریب
پکڑ اسکو دیکھو تو لاتا ہون نہین
لے آج بلی اگر میرے ہاتھ
فضولیمین احمق وہ تھا لافزن
بڑا ایمین وہ تھا وہان سر بسر
اوسے دیکھتے ہی ہوا زرد رو
کہ تو بولتا ہی یہ نادان بات
اصل سے تمہاری مین سُلطان ہون
گیا کو دبلی کنے تب کہا

ستم سے نکر اپنے سر پہ تو گھات
کرے چور نبیرے وہ پسلیاں تمام
عبث اپنی جان پر کریگا خلل
بلی سو بلی ہی چوہا سو چوہا
رہی تھی وہ سننے کو چھپکر کھڑی
اوچھل کر وہ پکڑے کرے جیو گھات
عجب ہیگا چھوٹا تمہارا ہیا
مارون شیر نر بھی تو کیا ہی عجب
بچے تو اوسیکے پڑے ہین نصیب
نہین مار گردن دکھاتا ہون مین
نکاح اوسکا کرتا ہون میر سنگات
بڑا اینکے دریا مین تھا لافزن
یکایک بلی آ کھڑی اسر اوپر
کہ آ کر کھڑی ہی میرے روبرو
کھڑا ہو میرے روبرو باندہ ہات
درو کے تمہاری مین دربان ہون
وہ اک پاکے اوپر کھڑا ہو رہا

چڑھا تھا مجھے کیف کا جو خمار — مجھے اپنے جیو کا نتھا کچھ شمار
تجھے گالیان مین دیا صاف صاف — خدا کیلئے تم کرو سب معاف
مین نشہ مین آیا تھا چکچور رہو — اوڑا ہی اوسیوقت سب دور رہو
مین تقصیر مند ہون بخش آج تو — گدا ہو نہین تیرا میری راج تو
تو بی بی ہماری مین تیرا غلام — مین ہاتھ باندہ خدمتین کرتا سلام
رہونگا مین خدمتین تیری مدام — جو فرما و مجھ سے کرون دوڑ کام
مجھے چھوڑ تجکو بڑا ہی ثواب — مجھے اپنی دولت سے کر کامیاب
مجھے چھوڑ دینا بڑا ہی دھرم — خدا جگمین تیرا رکھیگا شرم
نشہ میرا نیچے سے کافور ہو — پناہ مانگتا اب مین مجبور ہو
مجھے چھوڑ تیری کرونگا ثنا — تو یون جان لونڈ یکا میری جنا
ہنسی سنکے بلی وہ سر کو ہلا — کیا معاف تجکو مین غیبت گلا
مین کہتی ہون تجکو ارے او گنوا — ڈراتی ہون تجکو نہ کھاونگی مار
گنہ چھوڑنے کیطرف مین چلی — ہی خوف خدا سے میری جا نچلی
گنہ کے کرو نہین نہ زنہار کار — جو اول کے بخشے وہ پروردگار
گنہ مین کرون اب مین دنیا فنا — مریگا وہ سب جو کہ ما نے جنا
نہین اسمجہا مین کوئی جز جفا — نہین جز فنا کے کسیکو بقا
ہمیشہ خدا کو ہی ہے بس بقا — سوا اوسکے سبکو تو جانو فنا

قصہ چوہا اور بلی کا

مجھے چھوڑ دی وہ خدا سی ترس ۔ نہین اوسکو دنیا کی کچھہ ہوس

دنیا کی وہ لذت سے ہو کر نراس ۔ بنایا ہی اوسنے فقیری لباس

جبہ ایک چربی کا جھلکار کر ۔ مکر کی وہ ہڈیون کی تسبیح پکڑ

چلو تم جمع ہو کے میرے سنگات ۔ مین سمجھاؤن بلی کو کہکر یہ بات

وہ مرغی کے سینہ کی کشتی کری ۔ گلے مین وہ رودونکی سیلی دہری

کہا سب نے ہان ہی بہت خوب بات ۔ لیجاوین بلی کن ہمین تحفہ جات

اوسی سے یہی بات سُن سربسر ۔ پڑے جا کے بنئین کے گھر کے اندر

وہ کھانچی تھا بھاٹیا جو مشہور کر ۔ لئے اوسکے گھر سے بادام و شکر

لیا کوئی فندق ہی اخروٹ کوئی ۔ لیا کوئی نو پات میوات کوئی

شہد کوئی لیا اور لیا کوئی کھجور ۔ غرض لا رکھے سب بلی کے حضور

بزان اوسکے بلی بھی کر کے فکر ۔ پڑی جا چوہوںمین وہین کود کر

دبا کر کے پنجون سے ماری ہی او ۔ حساب جو کیا تو ہوئے سات سو

چوہے سات ان سے بچے بھاگ کر ۔ تمامی چوہونکو گئے جا خبر

بلی نے سبھونکو تو غارت کیا ۔ لگے کانپنے سب یہ سُن ماجرا

پھیلائی ہی گیا مکر یہ بلی ۔ چوہے سات سو کھا کے حجکو چلی

ہوا اب یہ قصہ یہانسے تمام ۔ شرف دین نے اسکو کیا اختتام

تمام شد

شروع قصہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ لال گوہر

قصہ لال و گوہر

مجھے دونو جہانمین سرخرو رکھ / تیرا عاجز ہون میری آبرو رکھ

سخن کے بحر مین رکھ مجکو بیباک / زمین شعر مین کر مجکو چالاک

میری تیغ زبانکو جگہین جس دے / سخن کے بل سے اس بیکس کو کس دے

مجھے ملک سخن کا بخش دیہیم / میری فرمانمین رکھ معنی کا اقلیم

مجھے باغ سخن کا باغبان کر / نہال اس باغمین میری زبانکر

الٰہی ذات کو تیرے بقا ہی / سوا تیرے جسے دیکھا فنا ہی

نہین تیری ہدایت کو بدایت / نہین تیری نہایت کو نہایت

روان ہی ابلق ایام تجھسے / عیان ہی رنگ صبح و شام تجھسے

کیا تو کاف و نون قدرتکے فن سے / ہوا تو آشکارا اس ہی سخن سے

فلک کو تو دیا ہی تاج رفعت / زمین کو تو کیا ہی بخت وسعت

زبان وحدتکی رہ مین کرکے چالاک / کہا عرفان کے حق مین ما عرفناک

کرو نہین کسطرحسے وصف توحید / کہ عاجز ہی زبانمین حرف تمہید

کیا تو اپنی قدرت کو ہویدا / کیا تو خاک سے آدم کو پیدا

دیا تو نوح کو کشتی کی حکمت / کیا تو دور اس طوفانکی ظلمت

دیا یعقوب کو تو چشم گریان / کیا یوسف کو تو پابند زندان

رکھا تو زکریا کے سر پہ آرا / کیا اوسکو مشقت سے آوارا

کیا یحییٰ کو تو درد جگر خون / بھرے آنکھو نمین اوسکے اشک گلگون

قصۂ لال و گوہر

گنہگاروں کو ہی امید اوس سے
طمع رکھتے ہیں عمر و زید اوس سے

یتیمی کے صدف کا پاک گوہر
شفیع المذنبین برحق پیمبر

ہی انکی آل اور اصحاب سارے
سپہر دین کے روشن ستارے

مناجات و ثنا اور نعت کا ذکر
کہا اب عشق کے باتوں کا کر فکر

کلام ہی عشق کا پر درد سب سے
بیان ہی عشق کا پر سوز سب سے

خدائی عشق سے ہی آشکارا
دو عالم عشق کا ہی اک اشارا

بھلی ہی ہر طرح سے عشق بازی
حقیقی کر دکھاتا ہی مجازی

میں قصہ عشق کا کسکو سناؤں
گریبان پھاڑ کر کسکو دکھاؤں

غضب ہی داستان عشق سننا
نپٹ ہی غم کے گل کا سونگھنا چنا

ہوا جب سے اسیر عشق عاجز
لگا سینے میں تیر عشق عاجز

نشانے کیطرح دل چھد گیا آہ
کروں میں کسطرح سے بات واللہ

جھڑی تھی ایک سب انکھوں میں میرے
پڑے تھے درد کے بادل کے ڈیرے

میرے بیتاب دل میں برق غم تھا
فغان کاری عذاب دمبدم تھا

میرے سر عشق کا تھا آہ برسات
نتھا اوسوقت میرا دلبر اسات

میرا مجنون صفت تھا ایک ہمدم
میرے دیوانگی سے تھا وہ محرم

پڑا تھا غم کے نالوں کا رسالا
قبا کو یل طرح تھا اوسکا کالا

کہا اوسنے عشق کے پانی سے منہ دھو
کہانی عشق کی سن مجھسے رو رو

جہانگیر ہیں وہ صاحب جہان تھا
بہادر شاہ بادشاہ تھا وہ
رفیع القدر عالمگیر تھا وہ

قصہ لال و گوہر کا

گلابی

قصہ لال و گوہر

گلابی رنگ تھا اور سبز خط تھا | سدا لعل اور زمرد کے نمط تھا
تھی گردن اوسکی جون بلوری صاف | تھی چھاتی اوسکی مثل آرسی صاف
سیاہ اک خال اوسکے لب مین ہمدم | کہ جون یاقوت کے خاتم مین نیلم
کہون کیا قد کو نخل باغ جان تھا | ریاض حسن کا سرو روان تھا
جواہر حق کی قدرت کا تھا لال | رکھا تھا نام اوسکا اس سبب لال
محل تھا اوسکا رفعت مین فلک سا | وہان رہتا تھا وہ نازک ملک سا
نہ کرتا محل مین کچھ عیش بن بات | اوسے دن عید تھا اور رات شبرات
ہمیشہ رات کو تھا بزم اوس کا | سحر مین خواب پر تھا عزم اوسکا
مرصع تخت پر کرتا تھا آرام | دیا تھا جتنے اسکو خوب آرام
ہوا تھا ایکشب وہ خوب بدمست | کیا تھا جنی نے اوسکے ہوش کو پست
ہوئی جب رات وہ ٹکڑے برابر | وہان آیا پریزادون کا لشکر
نظر کو لال پر ڈالی ہوس کر | سب اوس زرین تخت کے اطراف آکر
جو دیکھی خوب ہی ہو کر دیوانی | کہین اوسکا نہین کوئی اور ثانی
کرین جب لال کے اوصاف تل تل | ہنسین گل کیطرح سب یکہ کھل کھل
انھون مین سے کہی اک نے سنو بات | کہ مین دیکھی سو کہتی ہون تمن سات
کہ ہی اس لال سے وہ شوخ بہتر | نگینہ ہی جسے کہتے ہین گوہر
پریزادون نے سن اوسکے سخن کو | چلے لے تخت گوہر کے وطن کو

اوڑی

کرا وے شاہ اب ناشاد کو شاد — کرو دیکی خوشی سے مجکو آزاد
اگر ہووے عرض میری یہ باطل — کرو نمین آپکو یکدم مین بسمل
کہ مین بنکر گدا گوہر کے خاطر — پھرونگا اشک کا غلطان مسافر
زمرد شاہ سن یہ بات غم کی — کہا تو راہ لیتا ہے عدم کی
خدا حافظ تیرا ہر حال مین لال — نہ رنج و فکر مین اپنا تو دل ڈال
وہان تو جا جہان تیری بھلائی — تیرے بن اب تو مجکو موت آئی
سخن سنکر اوتارا تاج اقلیم — کیا نقد اجازت نذر تسلیم
کلاہ سلطنت کا چھوڑ آسا — پہنا بسنوائی کا منڈاسا
قبائے پادشاہی سر سے کر دور — لیا الفی کو آزادون کے دستور
لگا الفی کو جب سینہ کا دہندا — بھرا آنکھون مین دہاگون سے نگندا
گلے مین سرخ سیلی اشک کی ڈال — گدا بنکر چلا بن کے طرف لال
لیا جب لال نے بیراگ کی راہ — اوٹھا سب کے جگر مین شعلۂ آہ
کہے رو رو کے سب اطفال سارے — کہین ای لال تم کید ہر سدہارے
خصوصاً لال کے ماباپ روکر — رخ اپنا اشک کے پانی سے دہوکر
ہوے شمشیر غم کے دونو گھایل — لگے ہر دم تڑپنے مثل بسمل
گرے بیتاب ہو دونون برابر — ہوئے غلطان زمین پر مثل گوہر
کیے دونون گریبان چاک جون گل — کیے فریاد جون شوریدہ بلبل

قصہ لال و گوہر

قصہ لال و گوہر

وہانکی ریت ہیرونکی کنی تھی ۔ وہانکے خار بھالونکی انی تھی
وہانکی گرد تھی بالون کی دارو ۔ وہان کی خاک تھی دوزخکی بالو
وہانکی باد تھی سوزندہ صرصر ۔ وہان کی کنکری تھی مثل اخگر
بگولا تھا وہان دن رات قایم ۔ وہان چکر سدا آندھی تھی دایم
وہان اوڑتا نتھا ہرگز پرندا ۔ وہان چرتا نتھا ہرگز چرندا
وہان کی راہ پر کا نام تھا مرگ ۔ وہان موجود صبح و شام تھا مرگ
کہون کیا اس زمین کا لکن مین ۔ وہان رہتا تھا آٹھون پہر بھونچا
وہان کی راہ تھی تلوار کی دہار ۔ قدم رکھتا تھا وہانپر مرگ ناچار
بگولے کی طرح کھا کھا کے چکر ۔ چلا بیتاب ہو سر کو پٹک کر
کبھی ٹھوکر سے رہتا تھا اٹک کر ۔ کبھی چھاتی کے بل چلتا تھا تھک کر
کبھی گرتا تھا بجلی سا چمک کر ۔ کبھی اوٹھتا تھا آہو سا بچک کر
پھپھولے ہر قدم مین پھوٹتے تھے ۔ پہاڑ غم کے ہر دم چھوٹتے تھے
غرض ہمت سے چلتا تھا وہ اسطرح ۔ زمین کے سر کھندلتا تھا وہ اسطرح
ہوا جب تشنگی سے اوسکا دم سست ۔ نظر پانیکے چاہ اوپر کیا چست
قدم کو گرم ہوکر لاگا دہرنے ۔ فنا ہونے کے لاگا دم کو بھرنے
جدہر دیکھے نہ دیکھا اشک بن نیر ۔ کیا گم گوہر دریا ی تدبیر
عرق مین غرق ہوکر پانی پانی ۔ کہا مین سخت ہوتا آج فانی

قصہ لال و گوہر

نظر کر لال نے احوال گوہر
گہر آنکھوں سے روئی اشک بھر کر

کہا ڈالی کو ای چوب عجائب
اسیر غم کی کر زنجیر غائب

کہوں کیا بات کہنے کے برابر
ہوئے غائب زنجیراں چھوٹی گوہر

ہوئی جب قید غم سے گوہر آزاد
کری معلوم آیا لال دلشاد

دیا دل نے اوسکے یہ گواہی
کہ آیا لال کر شکر الٰہی

رکھی سر تخت پر سجدے کی خاطر
خدا کو سجدہ کر کر ہوئی شاکر

پریزادوں نے دیکھہ اوسکی نظر پر
وہیں رو کر اوٹھے اوسکے برابر

کہی ہے ای پریزادوں کی سردار
کری تو آج ہمکو خوب بیزار

نجانے اسگھڑی مین کیا سبب ہے
کہ تیرا رنگ گلزار طرب ہے

بنا کیوں آج تیرا لال چہرا
ہوا گم کیوں تیری آنکھوں کا پہرا

کری تو سجدہ کسکو تخت پر آج
ہی نازاں کیوں تو اپنے تخت پر آج

تیرے پاؤں سے غائب ہوئی زنجیر
بتا ہمکو کرینگے آج تدبیر

کہی ہنس ہنس پریزادوں سے گوہر
میرا لال آج آیا ہی میرے گھر

میرے پیروں سے زنجیروں کو توڑا
مجھے جان اپنی باندی کر کے چھوڑا

پریزادوں نے یہ آخر سخن سن
رہے چپ ہو کے گویا ہو گئے سن

پکاری جب یوں گوہر شور کر کر
کری فریاد دل سے شور کر کر

تجھے حق کی قسم ای آدمی زاد
ہویدا ہو کے میرے دلکی دے داد

قصہ لال و گوہر

نکل کر گھر سے باہر کھولکر سر ۔ کہے کرتا ہی رسوائی بجا کر

نہ سمجھو تم کہ گوہر کو جنون ہی ۔ سنو ہمسے کہ یونکا حال یون ہی

جواہر شاہ سُن عرضِ نصیحت ۔ لگا یا دلمین ضربِ تیغِ خفت

کیا خنجر کو عریان اپنے دربار ۔ بلائے سب پریزادونکے سردار

لباسِ قہر کو کر آتشی رنگ ۔ چلا گوہر کے سر پہ فوج لے سنگ

کیا امرِ جفا سب کو غضب سے ۔ کہا یون صرف خون آلودہ سب سے

کرو گوہر کے سر پہ سنگ باران ۔ رُلاؤ تم اوسے مانند نیسان

کرو ٹکڑے تم اوس بے آبرو کو ۔ بہاؤ سیل سا اوسکے لہو کو

سر اوسکا کر لہو سے خوب غلطان ۔ رکھو سینے کے تھالی بیچ گریان

اوٹھا قہرون کے دریا بیچ ڈالو ۔ میرے بیتاب غم سے غم نکالو

جو اوسکا لال ہیگا آدمی زاد ۔ تمھارا وہ لگیگا سب کا داماد

اگر پوچھوگے جو اوسکے نسب کو ۔ ملاؤ خاک مین اوس بے ادب کو

سنو سب اوسکے جون خونریزہ قاتل ۔ کرو تم آج اسکو دم مین بسمل

ڈبا کر اوسکا سر اوسکے لہو مین ۔ رکھو جون گل بدخشان سے سبو مین

اوٹھا کانِ بدخشا مین کرو بند ۔ سنو میری یہی خونریزی ہے پسند

پریزادون نے یہ احکام سُن سُن ۔ رکھے سر پہ گلِ تسلیم چن چن

تکلم کے قدم رکھکر برابر ۔ چلا گوہر طرف پہ یونکا لشکر

قصہ لال و گوہر

کمند قہر سے رسی نکالو
پریزاد دونکو باندی کر چھڑا لو

اوٹھاؤ تم اوسی بیتاب سے بند
مجھے حکم سلیمانکی ہی سوگند

کرو نمین لال سے گوہر کا پیوند
نگینہ مین رکھون دونوکو خورسند

سنا جب لال نے یہ عزم امید
ہوا دم خصم کا اسکے دل صید

عجائب جھاڑ کی ڈالی کو پیکر
کہا دل مین دعائے خیر کر کر

چھڑا پریونکو زندان زمین سے
کہ میرے حکم مین ہین سب یقین سے

دعا کے بل نے زنجیرون کو توڑا
زمین قہر سے پریون کو چھوڑا

ہوئے جب لال و گوہر کے مسخر
گئے نسبت کو دونون کی مقرر

جواہر شاہ جب زندان سے چھوٹا
عداوت کی گلی سے خوب چھوٹا

لگے بجنے خوشی کے شادیانے
لگے پکنے مزیداری کی کھانے

ہوئے خرمی پرستونکے حوالے
لگے چلنے محبت کے پیالے

پریزاد و نمین جو جو تھے ہوسناک
ہوئے میدان رقاصی مین چالاک

تھرکنے جب لگے شادیکے بن بن
بجائے ناز کی گھنگرو چھنا چھن

بجائے عشق کے تھاپونپہ مردنگ
کہ اندر کا اکھاڑا ہو گیا دنگ

ہوئے جب عیش سے فارغ ہے سارے
نکاح وصل پڑھکر عقد باندھے

گئے خلوت سرا مین لال و گوہر
مرصع تخت پر بیٹھے برابر

سخن کہنے لگے دونوادا سے
عرق کرنے لگے ہر دو حیا سے

قصہ لال و گوہر

کبھی تو لال اب کہاں ہاتھ آوے ۔ نگینہ بن کہاں کوئی تجکو پاوے

بنائی تھی تجھے مین لال کالا ۔ ولے گوہر کو تو جاکر سنبھالا

غرض یہ کر سدا کرتی تھی فریاد ۔ ہمیشہ لال بن رہتی تھی ناشاد

ہوا واقع محل پر جب گھڑی تخت ۔ رکھی تھی چرخ پر آنکھونکو وہ سخت

سے چلے جاتے تھے دو نو لال و گوہر ۔ پڑھے افسانہ وہان لب کو ملا کر

مرصع تخت کو لا کر چکر مین ۔ پریزادے پھرائے سب چکر مین

جب ایسا رنگ دیکھا لال رویا ۔ رخ گلگون پہ آنسو بھر کے رویا

لیا ڈالی کو ہاتھونمین دعا سے ۔ کیا پھر پھر کے یہ بات التجا سے

مجھے گھبرا ہی جادو نے مدد کر ۔ حکایت سخت ہیرا کی رہا کر

رخ اوسکا خوب کالا جون توا کر ۔ پھر اوسکا ناک چوٹی کا ہوا کر

دعا ہیرا کے حقمین جب کیا لال ۔ ہوا سختی سے ہیرا کا وہی حال

پریزادان جہ جیسے ہو آزاد ۔ چلے لے تخت کو جلدی سے جون باد

رکھین دلمین خیال شہر احتشام ۔ کرے دلمین ذکر خوش ہو کے آرام

الٰہی غنچہ امید بکشاے
گل از روضۂ جاوید بنماے

روان ہو کر اوٹھا دست دعا کو ۔ نظر سے دیکھ شہر خوشنما کو

نظر مین جب وہ لائے شہر احتشام ۔ مرادین سب کے دلکی پائی انجام

بہ

سیوم یار عثمان ہیں نیک ولی
شجاعت کے صاحب چہارم علی

یہ کہکر لال کے سر پہ رکھا تاج
لیا شاہی میں اپنے خوب اخراج

اُتر کر تخت سے سو لال آگے
کہا تمکو مبارک میرے جاگے

جہانکی سلطنت سے ہوکے آزاد
کیا گوشہ میں فقر و فاقہ بنیاد

ملی جب لال کو شاہی کی خلعت
بجایا دھوم سے ہمت کے نوبت

دیا لاکھونکو لاکھان گنج انعام
کیا ملک سخاوت میں بڑا نام

کیا شاہی کو جب لگ اوسمیں دم تھا
وصال گوہر اوسکو دمبدم تھا

ارے عاجز سخن کب لگ کہیگا
سخن کے فکر میں کب تک رہیگا

خموشی سے زبان کو آشنا کر
ہوا افسانہ اب آخر دعا کر

تمام ہوا قصہ لال و گوہر کا

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ
انھوں کو دو جہان میں سرخرو رکھ

شروع قصہ نازنین و پٹھان کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثنا حمد رب کو ہے دائم مدام
کہ جنّے کیے پیدا سبھی خاص و عام

وہ ستار غفار ایزد تعال
جو رزاق خالق وہ ہے ذوالجلال

خلق میں اوجالا محمد رسول
ہوا دین جسکا بقا پر قبول

خلیفے محمد کے ہیں چار یار
ابوبکر صدیق ہیں یار غار

دویم یار اونکے ہیں عادل عمر
عدل کے اوپر جنّے باندھی کمر

قصہ نازنین و پٹھان

سنو

سنو یہاں سے بولوں مین دیگر بیان | حقیقت کو ظاہر کروں مین عیان

بیان اب سنو تم سبھی کان دہر | ہندو بہت بستے ہین سورت اندر

بڑے مالدار اور تجار ہین | کہ فرعون و ہامان کے یار ہین

حسن عورتوں مین سو ہی بیشمار | زر بینے کے کپڑے گلے بیچ ہار

ناگر ذاتمین ہی نہایت جمال | حسن کی طرح اونمین روشن ہلال

ہندو کی رسم ہی بوقت فجر | نہانے سو آوین ہین تاپی اوپر

اونھو مین تھی یک نازنین خوش شکل | نتھی شہر مین کوئی اوسکی مثل

زر بینو نکے کپڑے وہ پوشاک پہن | لٹک نار چلتی تھی جوں حور عین

پیشانی کے اوپر وہ ٹیلا دہری | اوسے دیکھ اوڑتے جاور پری

چندر کا اوجالا اوسے پاس گہن | ڈالی لپٹے گلمین وہ مالا تہن

وہ لب لعل لالی مین لبریز تھے | گویا شہد و شکر ہین آمیز تھے

کہ دندان اندر تھے موتی جڑے | اوجالا زمین پر اوسیکا پڑے

عجب سر کے اوپر پڑے بال تھے | سرخ گال اوسکے عجب خال تھے

چشم تھی اوسیکی سو آہو مثال | لطافت مین تھے خوب صاحب جمال

پاؤن بیچ جھانجھ کی جھنکار تھی | گجرا اس کے آگے گرفتار تھی

برس پانزدہ کی تھی اوسکی عمر | جوانونکے دلمین تھا اوسکا گذر

نکل گھر سے باہر جو آتی اگر | کہ جوں چاند پونم کا آوے نظر

قصہ نازنین و پٹھان

کمندِ قہر سے رسی نکالو
اوٹھاؤ تم اوسی بیتاب سے بند
کروں مین لال سے گوہر کا پیوند
سُنا جب لال نے یہ عزم اُمید
عجائب جھاڑ کی ڈالی کو لیکر
چھڑا پریونکو زندان زمین سے
دُعا کے بل نے زنجیرون کو توڑا
ہوئے جب لال و گوہر کے مُسخر
جواہر شاہ جب زندان سے چھوٹا
لگے بجنے خوشی کے شادیانے
ہوئے خرمی پرستونکے حوالے
پریزادونمین جو جو تھے ہوسناک
تھرکنے جب لگے شادیکے بن بن
بجائے عشق کے تھاپونپہ مرونگ
ہوئے جب عیش سے فارغ وے سارے
گئے خلوت سرا مین لال و گوہر
سخن کہنے لگے دونو ادا سے

پریزادونکو باندی کر چھڑا لو
مجھے حکمِ سُلیمانکی ہی سوگند
نگینہ مین رکھوں دونو کو جو پسند
ہوا دم خصم کا اسکے دل صید
کہا ول مین دُعائے خیر کر کر
کہ میرے حکم مین ہین سب یقین سے
زمین قہر سے پریون کو چھوڑا
کئے نسبت کو دونون کی مقرر
عداوت کی گلی سے خوب چھوٹا
لگے پکنے مزیداری کی کھانے
لگے چلنے محبّت کے پیالے
ہوئے میدان رقاصی مین چالاک
بجائے ناز کی گھنگرو چھنا چھن
کہ اندر کا اکھاڑا ہو گیا دنگ
نکاح وصل پڑھکر عقد باندھے
مرصّع تخت پر بیٹھے برابر
عرق کرنے لگے ہر دو حیا سے

قصہ لال و گوہر

کہی

قصہ لال و گوہر

کبھی تو لال اب کہاں ہاتھ آوے | نگینہ بن کہاں کوئی تجکو پاوے
بنائی تھی تجھے مین لال کالا | ولے گوہر کو تو جاکر سنبھالا
غرض یہ کہ سدا کرتی تھی فریاد | ہمیشہ لال بن رہتی تھی ناشاد
ہوا واقع محل پر جگھڑی تخت | رکھی تھی چرخ پر آنکھوں کو وہ سخت
چلے جاتے تھے دو نو لال و گوہر | پڑھے افسانہ وہان لب کو ملا کر
مرصع تخت کو لاکر جگر مین | پریزادے پھر آئے سب جگر مین
جب ایسا رنگ دیکھا لال رویا | رخ گلگون پہ آنسو بھر کے رویا
لیا ڈالی کو ہاتھوں مین دعا سے | کیا پھر پھر کے یہ بات التجا سے
مجھے گھیرا ہی جادو نے مدد کر | حکایت سخت ہیرا کی رہا کر
رخ اوسکا خوب کالا جون توا کر | پھر اوسکا ناک چوٹی کا ہوا کر
دعا ہیرا کے حقمین جب کیا لال | ہوا سختی سے ہیرا کا وہی حال
پریزادان چہرہ جیسے ہو آزاد | چلے لے تخت کو جلدی سے جون باد
رکھیں دلمین خیال شہر احتشام | کرے دلمین ذکر خوش ہو کے آرام

الٰہی غنچہ امید بکشاے
گل از روضہ جاوید بنماے

روان ہو کر اوٹھا دست دعا کو | نظر سے دیکھ شہر خوشنما کو
نظر مین جب وہ لائے شہر احتشام | مرادین سب کے دلکی پائی انجام

سیوم یار عثمان ہین [illegible] ولی / شجاعت کے صاحب چہارم علی

حسن اور حسین ہین نبی کے رتن / نبی فاطمہ کے وہی جان و تن

سبھی آل و اصحاب پر [illegible] / تو دل اونپہ رحمت ہو حق کی مدام

یہ کہکر لال کے سر پہ رکھا تاج	لیا شاہی مین اپنے خوب اخراج
اتر کر تخت سے ہو لال آ گئے	کہا تجکو مبارک میرے جا گئے
جہانکی سلطنت سے ہوکے آزاد	کیا گوشہ مین فقر و فاقہ بنیاد
ملی جب لال کو شاہی کی خلعت	بجایا دہوم سے ہمت کے نوبت
دیا لاکھونکو لاکھان گنج انعام	کیا ملک سخاوت مین بڑا نام
کیا شاہی کو جب لگ اوسمین دم تھا	وصال گوہر اوسکو دمبدم تھا
ارے عاجز سخن کب لگ کہیگا	سخن کے فکر مین کب تک رہیگا
خموشی سے زبان کو آشنا کر	ہوا افسانہ اب آخر دعا کر

تمام ہوا قصہ لال و گوہر کا

الٰہی عاشقون کی آبرو رکھ / انھون کو دو جہان مین سرخرو رکھ

شروع قصہ نازنین و پٹھان کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثنا حمد رب کو ہی دائم مدام	گئے جسنے پیدا سبھی خاص و عام
وہ ستار غفار ایزد تعال	جو رزاق خالق وہ ہی ذوالجلال
خلق مین اوجالا محمد رسول	ہوا دین جسکا بقا پر قبول
خلیفے محمد کے ہین چار یار	ابوبکر صدیق ہین یار غار
دوئم یار اونکے ہین عادل عمر	عدل کے اوپر جسنے باندھی کمر

سُنو یہاں سے بولو نہین دیگر بیان — حقیقت کو ظاہر کرو نہین عیان

بیان اب سنو تم سبھی کان دہر — ہندو بہت بستے ہین سورت اندر

بڑے مالدار اور تجار ہین — کہ فرعون و ہامان کے یار ہین

حسن عورتو نہین سو ہی بیشمار — زرینے کے کپڑے گلے بیچ ہار

ناگرہ ذاتمین ہی نہایت جمال — حسن کی طراونمین روشن ہلال

ہندو کی رسم ہی بوقت فجر — نہانے سو آوین ہین تاپی اوپر

اونھونمین تھی یک نازنین خوش شکل — نتھی شہر مین کوئی اوسکی مثل

زرینو نکے کپڑے وہ پوشاک پہن — لٹک نار چلتی تھی جون حور عین

پیشانی کے اوپر وہ ٹیلا دہری — اوسے دیکھ اوڑتے جنا ور پری

چندر کا اوجالا اوسے پاس گہن — ڈالی لپٹے گلمین وہ مالا گہن

وہ لب لعل لالی مین لبریز تھے — گویا شہد و شکر مین آمیز تھے

کہ دندان اندر تھے موتی جڑے — اوجالا زمین پر اوسیکا پڑے

عجب سر کے اوپر پڑے بال تھے — سرخ گال اوسکے عجب خال تھے

چشم تھی اوسیکی سو آہو مثال — لطافت مین تھے خوب صاحب جمال

پاؤن بیچ جہانجھر کی جھنکار تھی — گجر اس کے آگے گرفتار تھی

برس پانزدہ کی تھی اوسکی عمر — جوانونکے دلمین تھا اوسکا گذر

نکل گھر سے باہر جو آتی اگر — کہ جون چاند پونم کا آوے نظر

قصۂ نازنین و ٹھہان

سینہ تھا اوسیکا سو مخمل مثال | بھی تھا مخمل بیچ سینے کے لال

دو پستان سینے کے گلنار تھے | جیسے بیچ باغون کے انار تھے

وہ اپنے بدن سے بھی کپڑے اوتار | ننگے سر اپسکو کری ایکبار

ندی بیچ جا کر وہ نہانے لگی | اپنے سر کے بالان بھگانے لگی

پٹھان دیکھتے تلملانے لگا | برہ بیچ دل کو جلانے لگا

ندی کے اوپر خان جا کر کھڑا | نظر نازنین پر نگہ سے دھرا

دیکھا خان اوسکو دوانہ ہوا | عقل ہوش اوس کا روانہ ہوا

عقل کی شمع کو پون جب لگا | شمع اوسکے ہاتھون نہین رہ نہین سکا

عقل آدمی کی شمع کی مثل | کرے آدمی کو عشق بے عقل

دوانہ ہوا دیکھ اوسکا جمال | نہ دیکھی تھی جگمین اوسیکی مثال

برہ کی اوسے لاگی آکر پون | نہ کر یوجوا نا کسی سے لگن

پٹھان اپنے دلمین کیا نہ فکر | کہ اس نازنین سے کرون کچھ سخن

اوسیوقت وہ نار نہا کر چلی | اندر اوس جوان کے لگی تلملی

اوسی پاس جا کر کیا یہہ عرض | کہ ای نازنین سن تو میری غرض

درد دل کا میرے سناؤن تجھے | سینہ کھول اپنا بتاؤن تجھے

سبھی ملکی باتین کہو نہین اتال | کہ ای نازنین تو ہی صاحب جمال

میرا دل تیرے پر ہوا ہی بھنور | تیرے بن اکیلا نجاؤن کدھر

قصہ نازنین و پٹھان

جواب نازنین

سوال پٹھان

جواب نازنین

سوال پٹھان

قصہ نازنین و پٹھان

نکر بہت رسوائی ای گلبدن
تیرے پاس کرتا ہون مین التماس

فدا ہیگا تجھپر میرا جان و تن
نکر مہر اپنی سے مجکو نراس

جواب

شتابی سے بولو تمھین اک سخن
کہ مجھ نیم بسمل کو ہووے امن

نازنین

کیون چھون تو جا کے دسے یہان تھی پٹھان
جو بیگ خان جیسے شہر نواب
گدھ بیرے چڑھاوی تونے موکشے
جگت مان تارون مان رہشے نہین

سمجھ کیم میسل تھیو تجھے انجان
لٹاویشے تونے کرشے خراب
تارے مونچھ توڑی منہ مین تھوکشے
سپاہیون کوئی تونے کہشے نہین

سوال

تو کیا تو مجھے رہو اسی مورکھ پٹھان
جاشی جیو تارو نرہشے پران

پٹھان

غصہ ہو کے بولا غضب سے پٹھان
تو اوسکی حمایت مجھے مت بتا
تو بانین جو کرتی سبھی رانڈ کی
مجھے جیو جانے کی نین ہی فکر
تو سن نازنین مجکو مرنا قبول
خدا اب رکھیگا جو میری شرم
مین عاشق ہوا ہون سو تیرے اوپر

نہین جانتی مجکو تو ای انجان
کہ نواب بھی مجکو ہی جانت
وو کیا پشم توڑیگا مجھ رانڈ کی
یہان سے لیجا ڈونگا تجکو یکشہ
برہ سے گیا زندگانی کو بھول
تو ہو جا شتابی سے مجھپر نرم
نہی ڈونگا ہرگز تجھے چھوڑ کر

جیسی

سوال پٹھان

[illegible]

جیسی نور بانو نے مہنین ڈال	مرگ بعد معشوق لیتا سنبھال
محمد تھا عارف نے بانو مقیم	مقیم اور عارف ہوئے مستقیم
فنا کر اپس کو فنا کر اسے	بقا ہیچ و اصل ہو دونون بسے
ایسی بہت عاشق نے معشوق کو	ملے ہین وے آخر ہم آغوش ہو
جلانے مین عاشق کے ہیگا عذاب	ایسا کیون تجکو ہی کرتی خراب
کر آخر کے دن پہ تو کر لے نظر	سخت ہی قیامت تو کیجو فکر
قیامت سبھونکے اوپر آئیگی	جہنم مین جاگہ جو تو پائیگی
جلینگے جہنم مین سب کافران	مسلمان جنت مین پاوین امان
اسیواسطے تجکو کہتا ہون مین	مسلمان ہو جا تو دل جان سین
ہوا ہون دیوانہ تیری چال پہ	نظر نازنین کر میرے حال پہ
تیرے باغکا مین جو بلبل ہوا	عقل ہوش اپنا روانہ ہوا

جواب تیرے گل کی پہنچی مغز مین مہکار / پہنا دام مین تیرے آ آشکار **نازنین**

تو کہیلو تھیو چھے ای سورکھ پٹھان	سمجھ کیم میلی تھیو چھے انجان
سورکھ موک تاری کرامات نی	بھونڈا کیم کہو چھو ہندو ذات نی
ہندو ذات مان چھے سو موٹو دہرم	ناگر ذات بد ہمان گھنون چھے اتم
دہرم چھے امارو بدھا مان سرس	میان کیم جانو چھو آ نہ سرس

١٦٠ جواب نازنین

قصہ نازنین پٹھان

[illegible]

سوال پٹھان

[illegible]

جو بن آوے تجے وہ تدبیر کر	عاشق ہووے راضی سو تقدیر پر

جواب — لکھا جو ازل مین وہی ہووے گا / زیادہ نہ کم اس مینے ہووے گا — **نازنین**

تارے ہاتھ آو آنی ہو نتو نہ تھی	ہون پو جون چھون ہر ماں سو ٹاٹی
وہی لاج راکھے پچھے ماری گھنی	کرہا ویو جیو تچھے مار و وہنی
نہ آوانی ہون چھون تارے ہاتھ ماں	مور کھ جا تو چالو تاری واٹ ماں
تنے ماٹے کہون چھون تونے ایکوات	خرابی نہ کر تو پٹھان نیک ذات

سوال — مارو سسر و جی چھے کھنو کا میاب / تونے گام آکھا مان کرشے خراب — **پٹھان**

تو بس کر نہ کر بات ای نازنین	تیرا باپ سسر سے ڈرتا نہین
تیرا باپ سسر انے بہانکا نواب	نہین او نہین طاقت کہ بولین جواب
عذابوں سے اونکے مین ڈرتا نہین	بنا موت کوئی بھی مرتا نہین
مرونگا اگر مین جو حق کی رضا	ولیکن تیرے سے نہونگا جدا
مرونگا تو تجکو بھی لیجاؤنگا	کہ بھنیا رہو کر سو جل جاؤنگا
عشق بیچ مرنا ہی مجکو قبول	تو عاشق کا مطلب سو ہونے حصول
مروں گرچہ تیرے عشق کے بھیتر	تو ہونگے میرے کام سب خوبتر
مین پروانہ ہوں تجھ شمع کے اوپر	شمع پر تیرے جان دونگا مگر

سوال پٹھان

ناپی پوچ میلو آہین آج تھی		نہانے نہ آؤن ہیون لاج تھی
سوال	لاگی لاج مونے آوی ذات مان جنم نی کنواری چھون ناگر ذات مان	پٹھان
کہا تب پٹھان نے کہ سُن کان دھر نہانے کو آوے ہے تیری بلا خاصے محل میرے نے خاصے حرم وہی بھر کے پانی نہلاوین تجھے کہ ہے حوض باڑی میرے محل مین		کسو طور دل مین نہ کر تو فکر کہ گھر بیچ تجکو ہے نہانا بھلا نہلاوین تجھے آب کر کر گرم جھو ہیمن بٹھا کر جھلاوین تجھے دیکھو باغ باڑی سو خوشحال ہین
جواب	وہان گھر مین لونڈی اسنو چار رہین سدا تیری خدمت مین حاضر رہین	نازنین
بری تاری لونڈی بروتارا گھر برے تارے چھولونے تارا حرم لونڈی حرم تارو د تامت پٹھان ناگر ذات ماہین چھے ایوی رسم ندیان نہا ولنے نہون آوتی		اگر ہین موا تو ارے بےخبر موکی لاج تو نے موا بے شرم مارو کیہڑو دے مبل تو بدگمان ندی مان نہا وانو موٹو چھے دھرم وپت پڑشے ماتھے نہون جانتی
	کنواری چھون بالک ورس بارنی قبیلہ مین موٹی چھون گھر بارنی	

جواب نازنین

قصہ نازنین و پٹھان

سوال پٹھان

جواب

جواب نازنین

قصہ نازنین و پٹھان

جواب نازنین

ناگر فی جو ہون چھون چھبیلی موہن	مسلمان تم چھو مہیا ناگنھن
عقل و ہوش تم ماین دیکھی گھنی	تمھین فی موٹا نے ہو نچھون نئی
خدا چھے تارو پر یو مارا پران	کرون آج قربان مارا جیو جان
قبیلہ کٹم تھی ہنون تو کھی پڑی	آپو مونے دل تھی ہو نے دلبری
اریچان سانبھل تو مارو غرض	بہجی استری تم نہ کرنا غرض

ایوی ذات نو تم سنے قول دو
تو قربان تم پر سے مارو جیو

سوال پٹھان

کہا تب پٹھان نے کرلے قول تو	شتابی سے کلمہ ابھی بول تو
تیری بات مجکو سبھی ہے قبول	نصیحت تیریکو بجا نون گا بھول
قسم مجکو اوسکی جو واحد خدا	دو وجی اونکی ہے جو نبی مصطفےٰ
مین تجھ بن کسی سے نہ یاری کرون	تیری یاد وین ہمیشہ دہرن
کیا قول ہرگز نہ پیچھا پھرون	خدا اور نبی سے ہمیشہ ڈرون
جنے عرش و کرسی ستارے کرے	بناکر انھو نین وے سارے جڑے

اوسیکے مین فرمان سے نا پھرون
مین نام خدا پر سے قربان ہون

اوسیکے

قصہ ناگرین و پٹھان

اگر مل کرین کافران قیل و قال / شہر سے اونکو مین دونگا نکال

کرو جاکے انوند صاحب بھلا / کہ ہی کار نیکی مین میری رضا

شتابی سے جاکر کرو کار خیر / نہ کرے یو تھین کار نیکی مین دیر

یہ سن بات اخوند وہان سے چلا / جعفر خانکو آکر خوشی سے ملا

سورت شہر سارے مین پہیلی خبر / اوٹھا چرچا اوسکا سنو گھر بگھر

ہے کافران سب شہر کے تمام / جعفر خان سے لڑنے لگے لا کلام

پٹھان اور ناگر مین جھگڑا پڑا / لڑائی کے اوپر سو لشکر کھڑا

اودہر یہ ناگر ادہر سے پٹھان / سپاہی لشکر لگائے نشان

لڑائی کو جاکر سو میدان مین / کھڑے جاکے میدان مین یون سامنے

قوی دیکھ مسلم کو بھاگے کفار / کہے جاکے سرکار مین یون پکار

کہا جا اونھون نے سو دربار کو / امارو عرض سن ای سردار تو

سورت شہر ما مین تھیو چھے جلم / مسلمان یہان نوکرے چھے حکم

مسلمان ایوا اکارا تھیا / بدی ذات ہندو نا مارا تھیا

اما سے رہا تو نہ یہان چھے دھرم / کہیا مان نہ آوے چھے دل تو مرم

تبھی اونکو ایسا کہا ہی نواب / کہ کیا ظلم ہے تم پہ کہدو شتاب

ہمارے شہر مین ظلم نین ذرا / تمہارے اوپہ کیا ہوا ماجرا

رضا سے اپسکے جو لاوے یقین / منع جو کرے تو وہ ہووے لعین

قصہ کالی گوریکا تصنیف قاضی دین پٹنی کا

شخص اک شہر سوں تھیا او سیکی جورواں تھی دو — یکی گوری دوجی سانول دونو پہ وہ رہا تھا مو

تھکے نیکو سو وہ نکلا گیا پردیس میں چلکر — روپے کینے کما لایا پھر آیا اپنے گھر دل کر

چلا آوے جو رستہ میں کر دلمیں فکر بولکر — جتے گھر میں یہ دونوں کے یہ گٹھری کس ایچ لو گھر

محلہ بیچ جب آیا وہ دونوں کو خبر پہنچی — اپسکے لو بکو دوڑی مثال چیل کی نوچی

پکڑلی ہاتھ سید ہیکو وہ گوری یوں کہنے لاگی — تھاری یا دتمی مجکو یہ ساری رین میں جاگی

ابھی گھر کو چلو میرے اچھا کھانا پکایا میں — پیچھوں گٹھری سنبھالو لگی کمائی کیا کیا تم نے

پکڑکر ہاتھ بائیں کو وہ سانول یوں کہی مکھ سے — میاں جب سے سدھارے ہو گنوائی دن سبھی دکھ سے

ابھی گھر کو چلو میرے پکائی گوشت نے روٹی — میں تو سانول بڑی رسے ہونپہ گوری مجسے چھوٹی

میانکے ہاتھ دونوں نے پکڑکے کھینچنے لاگین — وہ سانول اور گوریکی لڑائیاں آپ میں لاگین

لگی گوری سو یوں کہنے پیاکو بہت میں پیاری — میاں آوینگے گھر میرے بلا تو چھوڑ دے کالی

لگی سانول تبھی کہنے کہ گورا رنگ تیرا کاچا — میں تو سانول سلونی ہوں پیا کا ہیت مجھ سا چا

لگی گوری سو یوں کہنے تو کالی ٹھیکری جیسی — پیا کا چاہ نہیں تجھ پر بڑائی مت تو کر ایسی

لگی سانول تبھی کہنے کہ ای گوری تیرے دو رنگ — کبھو پیلی کبھو اجلی پیا تیرا کرے نہیں سنگ

میں تو سانول سلونی ہوں پھرے نہیں رنگ بوہرا — میاں آگے پیا ہنے کو چڑھے تھے باندکر سہرا

تو تو آگون بھائی تھی نوائی کیا ہوئی تجھ پر — میں تو گوری سو رو پاری پیا کا چاہ ہے مجھ پر

میں تو اوجلی ہوں پھولوں سی عجب گلزار ہوں رنگین — پیا مجھ پر بھنور رہیں رکے تو کالی ہے سو بیدھ ڈھنگی

قصہ کالی گوری کا

قصہ کالی گوری کا

لگی سانولی کہنے تیرا تو چاند ہی چھدتا
لگی گوری سو یون کہنے کہ اوجلا دن سو ہی میرا
لگی سانولی کہنے ہلا کی دن مینے ہووے
لگی گوری سو یون کہنے کہ گورے دو چپ ہین
آنکھونکو پھوڑ ڈالونگی کہ دانتون کو گرا دونگی
لگی سانولی کہنے کہ کالی ہین چڑھائے ہین
آنکھیں بکیکیان کالیان ہین پھوڑ ڈالونگی
لگی گوری سو یون کہنے مین تو اوجلی سو دو یاری
لگی سانولی کہنے لوہا تلوار کا کالا
لگی گوری سو یون کہنے کہ اوجلا دودھ ہی پیارا
لگی سانولی کہنے یہ کالا منہہ کھلاتا ہی
وہ سانولی اور وہ گوری دونون نہین کوئی مانی
میان نے تب غصہ ہو کر کہا تمکو مین کہتا ہون
مجھے کالی پیاری ہی انے گوری سو من بھاتی
سنو سانولی و گوری کا یہ جھگڑا ہو گیا خاصا
گزشتہ ۱۲۶۱ ایکہزار دو سو بیس پر سولہ ہو گئے جب
شروع تاریخ پہلی کو قصہ کے تئین چلایا ہی

میرا احسان ہی کالا ازمین سے بہت ہی موٹا
تو تو کالی اندھیری سی چلے نہین زور کچھ تیرا
ٹھنڈی یو رات ہی کالی خلق آرام سے سووے
جو تیرے دانت ہین اجلے اور دوچھے لکھے ہین
تجھے بدبیا جا کرکے سو بھوکی کر بٹھا دونگی
مسی کاجل لئے بالان یہ لکھہ پر تل لگائے ہین
تیرے سر کے یہ سب بالان سبھی مین توڑ ڈالونگی
ہووے جس پاس روپا رے سلام اوسکو کرین سارے
ہمت آوے تو چل مارے روپیہ کون ہی سالا
خلق سب اوسکو کھاتی ہی اوسکا کام ہی نیارا
پرندے جانور آدم سبھی کو وہ کھلاتا ہی
غصہ ہو کر شتابی سے میانکے ہاتھ کو تانی
مجھے دونو برابر ہو یہ گھڑی بانٹ دیتا ہون
بڑی کسکو نہ کہتا ہون یہ دونون ہین جو سنگاتی
روپیہ سب بانٹ کر دینے دو تو لگی پوری ہوئی آسا
قصہ ختم مینے لکھی مہ شعبان میان مین تب
کہ ہفتہ اندر پورا جمعہ کے دن بنایا ہی

ع-ح

مجموعہ بارہ قصے

۲۱۸

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ